رسالہ عطر الکلام
فی استحسان المولد والقیام

تالیف: علامہ محمد اجمل سنبھلی

رسالہ عطر الکلام فی استحسان المولد والقیام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نقل فتوی دیوبند سوال جواب

بخدمت اقدس جناب مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند

جناب والا ------------------- السلام علیکم

التماس یہ ہے کہ بوقت ذکر میلاد رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اب سے چند دن پہلے علمائے کرام بہت اہتمام سے کھڑے ہو کر نذر سلام پیش کرتے تھے، اب کچھ صاحبان قیام سے گریز کرتے ہیں اور کچھ اس گریز کو ناروا جتلاتے ہیں، آخر اس تبدیلی کے وجوہ کیا ہیں۔ براہ کرم شافی مفصل اور عام فہم جواب عطا فرما کر ممنون فرمایئے۔

ناچیز ن۔ن۔ مچھلی ٹولہ کانپور۔

زمانہ ہذا کی محفل میلاد مروجہ بھی شرعاً درست نہیں اور قیام کا التزام بھی جائز نہیں ہے۔ جو کچھ کیا جاتا ہے یہ رسم و رواج شرعاً خلاف شریعت ہے اور بدعت ہے اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔

(فتاوی دارالعلوم صفحہ ۱۲ جلد ۳)

کھڑے ہو کر سلام پڑھنا نہ کسی حدیث سے ثابت ہے، نہ کسی آیت سے، بالکل ناجائز ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے تھے غلط کرتے تھے، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ اگر کھڑے ہو کر سلام پیش کرنے میں یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ یہ دونوں عقیدے غلط ہیں، اس لئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور نہ کوئی آیت اور نہ کوئی حدیث ہے کہ جس سے ثابت ہو۔ کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افترائے محض ہے۔

"من کذب علی متعمد افلیتبوا مقعدہ من النار الحدیث"

جس طرح کسی نہ کہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے اسی طرح نہ کیا ہو فعل آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔ نیز اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر ایک وقت کئی جگہ محفلیں منعقد ہو

ں تو آیا سب جگہ تشریف لے جاویں گے، یا کہیں کہیں۔ یہ تو ترجیح بلا مرجح ہے کہ کہیں جائیں اور کہیں نہ جائیں، اگر سب جگہ جائیں تو وجود واحد ہے ہزاروں جگہ کس طرح جا سکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔ الخ۔

(فتاوی امدادیہ ص ۵۶ / ج ۴)

ونظیر ذلک فعل کثیر عند ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووضع امتہ ل من القیام وھو الینا بدعۃ لم یرد فیہ شئی علی ۔ان الناس یفعلون ذلک تعظیما لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالعوام معذورون لذلک بخلاف الخواص۔

(فتاوی حدیثیہ ص ۱۰۷)

بہر حال قیام بدعت ہے جو لوگ اہتمام سے کرتے تھے غلط کرتے تھے۔ قیام ترک کرنا چاہیے ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ الجواب صحیح سید مہدی حسن غفرلہ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند۔

حررہ ۔ابن العماد سید علی احمد بمبوی متعلم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس خاص قیام مع ہدیۂ صلوٰۃ وسلام کے بارے میں کہ جو فتویٰ دیوبند سے آیا ہے، اس سوال کے ساتھ وہ بغرض ملاحظہ منسلک بھی ہے۔ اب تک برابر اکثر گھروں میں اور اندر مستورات میں محفل میلاد شریف مع قیام و ہدائیہ صلوٰۃ وسلام ہوتی تھی۔ اس کو بند کرا دیا گیا ہے۔ اس فتوے کو دکھلا کر ورغلایا جاتا ہے اور اس مبارک کام کے ثواب سے قصداً بلکہ جبراً روکا جا رہا ہے۔ لہٰذا جناب کی خدمت میں باادب گذارش ہے کہ وہ جملے اس فتوے کے جن جن پر خطوط کشیدہ ہیں ان کا رد ضرور جاما دیا جائے۔ یا جو اعتراض اس ہدیہ صلوٰۃ و سلام پر کر کے اس کو ناجائز بتایا گیا ہے ان پر خصوصیت سے توجہ فرمائی جائے۔ خصوصاً محفل اقدس میں روح پر فتوح حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بابت اگر ہم مسلمان یہ عقیدہ رکھیں کہ رحمت کے فرشتوں کے نازل ہونے کے ساتھ ساتھ اس مبارک موقع پر روح مبارک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی جلوہ فرمائی ہوتی ہے تو کیا کوئی حرج ہے۔ چونکہ عوام کو دھوکا دے کر اس مبارک کام سے روکا جا رہا ہے جس سے وہ لوگ سخت پریشان ہیں لہٰذا دست بستہ التماس ہے کہ للہ ہم لوگوں پر رحم فرما کر مفصل جواب عنایت ہو۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے گا۔

المستفتی عبدالعزیز قادری اشرفی کانپور۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی بشرنا بحبیبه فی الکتب السابقة والقرآن العظیم ۔ وعلمنا ذکر بعثته وولادته فی کتابه الکریم ۔وامرنا بان تعزروه وتوقروه فی خطابه الکریم ۔فالصلوة والسلام منا علی سیدنا ونبینا ومولانا محمد هو للمومنین رؤف رحیم ۔الذی یصلی علیه ربه وملائکته بافضل الصلوة والتسلیم ۔الذی قال بعثت من خیر قرون بنی ادم فاهبطنی الله الی الارض فی صلب ادم حتی جعلنی فی صلب ابرهیم ۔وذکر نسبه قائما علی المنبر بمزید فضله الجسیم وقام الی بنته الفاطمة اذا دخلت علیه لوجه المحبة والتعظیم ۔وامر الانصار علی مجئ سعد بقوله قوموا الی سیدکم لحصول التعلیم وعلی آله وصحبه وحزبه الذین هم علی الصراط المستقیم ۔اما بعد ۔

مدعیان اسلام میں وہ فرقہ جسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک ناگوار ہو۔ان کے فضائل ومناقب کا سننا شاق اور دشوار ہو۔ جوان کو اپنے برابر جانے ان کی بڑے بھائی کی سی تعظیم مانے۔ جوشیطانوں کو ان سے زائد عالم کہے۔ جانوروں پاگلوں کو ان کے برابر علم ثابت کرے۔ وہ وہابی جماعت اور دیوبندی قوم کے نام سے مشہور ہے۔ان کے نزدیک ذکر میلاد شریف کرنا اور اس میں قیام تعظیمی کرنا سخت ناجائز اور بدعت سیئہ ہے ان کے اکابر نے اسی میلاد شریف کے عدم جواز پر بہت فتوے لکھے اور طبع کیے۔ ہمارے علمائے اہلسنت نے ان کے مفصل ومدلل رد وجوب لکھ کر شائع فرمائے۔ضرورت تو نہیں تھی۔ کہ اس پر قلم اٹھایا جائے۔ لیکن ادھر سائل کی خواہش کا احترام بھی ضروری ۔ادھر اس صدر مفتی دیوبند کی جہالت وضلالت کا اظہار بھی لابدی وحتمی اسی بنا پر اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے نہایت مختصر رد لکھتا ہوں، اگر اس مفتی دیوبند نے کچھ جواب کی ہمت کی تو پوری پوری خدمت کردی جائے گی۔ یہ مفتی ان الفاظ سے اپنا فتوی شروع کرتا ہے۔

زمانہ ہذا کی محفل میلاد مروجہ بھی شرعا درست نہیں

اس صدر مفتی نے یہ دعویٰ تو بڑے زور کے ساتھ کیا کہ محفل میلاد شرعا درست نہیں اور اس کی دلیل شرعی ایک بھی پیش نہ کرسکا۔ یہ نام نہاد مفتی تو کیا قابل ذکر ہے۔اس کے اکابر بھی ایڑی چوٹی کا زور

لگا چکے ہیں لیکن آج تک کوئی دلیل شرعی نہیں پیش کرسکے۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن واحادیث واجماع وقیاس سے اقوال سلف وخلف سے کوئی دیوبندی محفل میلاد شریف کا صراحۃ ناجائز ونادرست ہونا قیامت تک ثابت نہیں کرسکتا۔ تو جب ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو دعویٰ بلادلیل قابل التفات ہی نہیں ہوتا ۔پہلے ہم عامۃ المسلمین کے لئے اس میلاد شریف کا شرعا درست ہونا ثابت کردیں۔ منکرو تم بھی بنظر انصاف دیکھو۔

بیشک ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک اللہ کی نعمت ہے۔ بخاری شریف میں آیۃ "الذین بدلوا نعمة الله کفرا" کی تفسیر میں مروی ہے:

قال ابن عباس هم والله کفار قریش و محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نعمة الله ۔ (بخاری شریف مصطفائی ص۵۶۶/ج۲۔باب قتل ابی جهل)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ بدلنے والے کفار قریش ہیں ۔اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں۔

اس حدیث شریف سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعمۃ اللہ ہونا ثابت ہوا۔ بلکہ قرآن کریم میں تو انبیائے کرام کی پیدائش وولادت کو بھی نعمت فرمایا گیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذ قال موسی لقومه یاقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء ۔

(سورۃ المائدہ ع۴ ج۶)

اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کی نعمت کو جو اپنے اوپر ہے یاد کرو کہ تم میں پیغمبر پیدا کئے۔

اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کو تو قرآن کریم نے نعمت عظمیٰ قرار دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

لقد من الله علی المومنین اذبعث فیهم رسولا ۔

(سورہ آل عمران ع۱۷ ج۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں ایک رسول بھیجا۔

لہذا جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات شریفہ اور ولادت وبعثت مبارکہ کا نعمت ہونا ثابت ہوچکا تو اب شکر نعمت ہم پر لازم ہوا اور شکر نعمت کا طریقہ بھی خود قرآن کریم ہی میں اللہ تعالیٰ

ہمیں اس طرح تعلیم فرماتا ہے:

واذکرو نعمة الله عليكم۔ (سورۂ بقرہ ع ۲۹ ج ۲)

اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے۔

واما بنعمة ربك فحدث ۔ (سورۂ والضحی ع ۱ ج ۳۰)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

ان آیات سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالی کی نعمت کا ذکر کرنا اور خوبی بیان کرنا شکر نعمت ہے تو جب ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادت وبعثت بھی نعمت ہے تو اس کا ذکر کرنا اور خوبی بیان کرنا بھی شکر نعمت ہے اور امر الہی اور حکم قرآنی ہے۔ بلکہ ہمارے حضور کی آمد کا ذکر خود اللہ تعالی نے کس اہتمام کے ساتھ انبیائے کرام کے مجمع میں کیا:

واذا اخذالله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتومنن به ولتنصرنه ۔قال أاقررتم وأخذ تم على ذلكم اصرى ؟قالو اقرر نا قال فا شهدوا وانا معكم من الشهدين ۔ (سورۂ آل عمران ع ۹ ج ۳)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی آمد کا ذکر حضرات انبیاء کرام کے عظیم الشان مجمع میں کیا گیا۔ بالجملہ محفل میلاد شریف میں بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادت شریفہ اور بعثت مبارکہ اور آمد کا ذکر کیا جاتا ہے تو محفل میلاد شریف کی اصل قرآن سے ثابت ہوگئی۔ اب باقی رہی اسلام کی دوسری دلیل اس سے بھی ولادت وبعثت ثابت ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی:

بعثت من خير قرون بنى ادم قرنا فقرنا حتى كنت من القرن الذى كنت فيه "

(جامع صغیر للسیوطی مصری ص ۱۰۵ ج ۱)

میں بنی آدم کے بہترین طبقوں سے پیدا کیا گیا بعد طبقہ یہاں تک کہ میں اس طبقہ سے ہوا کہ میں

اس میں ہوں۔

ترمذی شریف میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قلت يا رسول الله ان قريشا جلسو افتذاكر وااحسا بهم بينهم فجعلوا مثلك مثل نخلة فى كبوة من الأرض فقال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان الله خلق الخلق فجعلنى من خير فرقهم وخير الفريقين ثم خير القبائل فجعلنى من خير القبيلة ثم خير البيوت فجعلنى فى خير بيو تهم فا نا خير هم نفسا و خير هم بيتا ۔"

(ترمذی شریف دہلی ص ۲۰۱ ج ۲)

کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول بے شک قریش بیٹھ کر اپنے حسب کا ذکر کرنے لگے تو انہوں نے آپ کی مثال اس درخت کی سی دی جو گھورے پر ہو تو نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہترین گروہوں میں رکھا۔ پھر ان کے دو گروہ کیے پھر قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا پھر خاندان کیے تو مجھے بہتر خاندان میں رکھا پس میں سب سے خود بھی بہتر اور میرا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل ہے۔

بیہقی شریف کے دلائل النبوۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا محمدبن عبد الله بن عبد المطلب بن ها شم بن مناف بن قصى بن كلاب بن مرة بن كعب بن لو ى بن غالب بن فهر بن ما لك بن النصربن كنا نة بن خزيمة بن مدركة بن اليا س بن مضر بن نزار بن معد بن عد نان وما افترق النا س فر قتين الاجعلنى الله فى خير هما فا خرجت من بين ابو ى فلم يصبنى شئ من عهد الجا هلية وخرجت من نكاح ولم اخرج من سفا ح من لدن ا دم حتى انتهيت الى ابى وامى فانا خيرهم نسبا وخير هم ابا "

(جامع صغیر مصری ص ۸۹ ج ۱)

میں محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہوں فرزند عبداللہ کا اور وہ عبدالمطلب کے بیٹے۔ اور وہ ہاشم کے بیٹے اور وہ عبد مناف کے اور وہ قصی کے اور وہ کلاب کے اور وہ مرہ کے اور وہ کعب کے اور وہ لوی کے اور وہ غالب کے اور وہ فہر کے اور وہ مالک کے اور وہ نضر کے اور وہ کنانہ کے اور وہ خزیمہ کے اور وہ مدرکہ کے اور وہ الیاس کے اور وہ مضر کے اور وہ نزار کے اور وہ معد کے اور وہ عدنان کے بیٹے۔ لوگ دو گروہ پر منقسم

ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بہتر میں رکھا تو میں اپنے ماں باپ سے پیدا ہوا اور کوئی بات عہد جاہلیت کی مجھے نہ پہونچی۔ اور میں آدم علیہ السلام سے اپنے ماں باپ تک نکاح ہی سے پیدا ہوا ہوں نہ کہ زنا کے عیب سے تو میں سب سے نسب کے اعتبار سے بہتر ہوں اور خاندانی لحاظ سے بھی افضل ہوں۔

علامہ قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور ابن عمر وعدنی نے اپنے مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت روحہ نورا بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق ادم بالفی عام یسبح ذلک النور وتسبح الملئکۃ بتسبیحہ فلما خلق اللہ ادم القی ذلک النور فی صلبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاھبطنی اللہ عزوجل الی الارض فی صلب نوح وقذف لی فی صلب ابراھیم ثم لم یزل اللہ تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتیٰ اخرجنی من ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط۔

(شرح شفا علی القاری مصری ص۱۹۹ ج۱)

بے شک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ کی حضوری میں نور تھی۔ یہ نور تسبیح کرتا تو اس کی تسبیح کے ساتھ فرشتے تسبیح کہتے پھر جب خدا نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو یہ نور ان کی پشت میں رکھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے زمین
کی طرف پشت آدم میں اتارا اور پشت نوح میں رکھا اور پشت ابراہیم میں جلوہ گر کیا پھر مجھے اللہ تعالیٰ ہمیشہ بزرگ پشتوں اور پاک رحموں سے منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا جنہیں کبھی زنا نہ پہنچا۔

ان احادیث سے نہایت روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی آمد اور میلاد شریف کا ذکر فرمایا۔ اور جس طرح یہ احادیث تنہائی میں بیان کی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح مجمع و محفل میں بھی بیان ہوسکتی ہیں تو محفل میں میلاد شریف کا ذکر یعنی ان احادیث کا بیان کرنا یہی محفل میلاد شریف کہلاتا ہے۔ لہذا محفل میلاد شریف احادیث سے بھی ثابت ہوگئی۔ اب رہی اسلام کی تیسری دلیل اجماع امت سے بھی محفل میلاد شریف کا ثبوت بصراحت موجود ہے۔ اور متقدمین ومتاخرین کے اقوال اس سے پر ہیں ہم بخیال اختصار چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

وما زال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرء أ اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارک اعیادا۔ (موہب لدنیہ مصری ص۲۷ ج۱)

(سیرۃ حلبی مصری ص۱۰۰ ج۱)

(سیرۃ النبویہ مصری ص۴۵ ج۱)

(ماثبت بالسنۃ مطبع قیومی ص۸۳)

اور ہمیشہ سے اہل اسلام ولادت شریفہ کے مہینہ میں محفلیں کرتے اور کھانے پکاتے اور اس کی راتوں میں طرح طرح کے صدقے دیتے اور اظہار خوشی کرتے اور نیکیوں میں زیادتی کرتے اور مولود شریف پڑھنے میں اہتمام کرتے رہے ہیں۔ اور ان کے اوپر فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی رہی ہیں اور مولود شریف کے مجرب خواص میں سے ہے کے اس سال کے لئے امن ہوتا ہے اور حاجت روائی و حصول مراد کی بشارت عاجلہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے جو ماہ مبارک میں میلاد کی راتوں میں عید منائیں۔

علامہ علی حلبی انسان العیون معروف بسیرۃ حلبیہ میں فرماتے ہیں:

قال ابن الحجر الھیتمی والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبھا وعمل المولد واجتمال الناس لہ ذلک ای بدعۃ حسنۃ ومن ثم قال الامام ابو شامۃ شیخ الامام النوری ومن احسن ما ابتدع فی زماننا مایفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الصدقات والمعروف واظھار الزینۃ والسرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان للفقراء مشعر بمحبتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتعظیمہ فی قلب فاعل ذلک وشکر اللہ علی ما من بہ من ایجاد رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذی ارسلہ رحمۃللعالمین ھذا کلامہ قال السخاوی لم یفعلہ احد من السلف فی القرون الثلاثۃ وانما حدث بعد ثم لازال اھل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد

ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویھتمون بقراءۃ مولدہ المکرم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم -

(سیرۃ حلبی مصری ص ۱۰۰ ج ا)

(سیرۃ نبوی للعلامۃ دحلان مصری ص ۴۵ ج ا)

علامہ ابن حجر ھیتمی نے فرمایا کہ حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کا مستحب ہونا متفق علیہ ہے اور مولود شریف کرنا اور اس کے لئے لوگوں کا جمع ہونا بھی بدعت حسنہ ہے۔ اسی بنا پر امام ابوشامہ نے فرمایا جو امام نووی کے استاذ ہیں کہ ہمارے زمانہ کی بدعت حسنہ یوم مولود شریف کی تاریخ میں ہر سال صدقے اور نیکیاں اور زینت اور خوشی کا ظاہر کرنا ہے اور باوجود اس کے اس میلاد شریف کرنے میں فقیروں پر احسان ہے اور یہ کرنے والے کے دل میں محبت وعظمت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پتہ دینے والا ہے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری وولادت کی نعمت اور ان کے رحمۃ للعالمین ہو کر تشریف فرما ہونے کی نعمت پر اللہ کا شکریہ ہے۔ اور امام سخاوی نے فرمایا کہ میلاد شریف کو قرون ثلثہ میں سلف میں سے کسی نے نہیں کیا یہ تو بعد میں جاری ہوا پھر ہمیشہ سے دنیا کے تمام اھل اسلام مولود شریف کرنے لگے اور انکی راتوں میں طرح طرح کے صدقے دینے لگے۔ اور میلاد شریف کے پڑھنے میں اہتمام کرنے لگے تو ان پر فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہونے لگیں۔

علامہ ابن حجر ہیتمی اپنے فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

والمولد و الاذکار التی تفعل عندنا اکثرھا مشتمل علی خیر کصدقۃ وذکر وصلاۃ وسلام علی رسول اللہ صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومدحہ (پھر ۵ سطر کے بعد فرمایا) والقسم الثانی سنۃ تشملہ الاحادیث الواردۃ فی الاذکار المخصوصۃ والعامۃ کقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقعد قوم یذکرون اللہ تعالی الا حفتھم الملائکۃ و غشیتھم الرحمۃ و نزلت علیھم السکینۃ و ذکرھم اللہ تعالی فیمن عندہ رواہ مسلم وروی ایضا انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لقوم جلسوا یذکرون اللہ تعالی ویحمدونہ علی ان ھداھم للاسلام اتانی جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام فاخبرنی ان اللہ تعالی یباھی بکم الملائکۃ وفی الحدیثین اوضح دلیل علی فضل الاجتماع علی الجلوس لہ وان الجالسین علی خیر کذلک یباھی اللہ بھم الملائکۃ وتنزل علیھم السکینۃ و تغشاھم الرحمۃ

ویذکرھم اللہ تعالی بالثناء علیھم بین الملائکۃ فای فضائل اجل من ھذہ"

(فتاوی حدیثیہ مصری ص ۱۰۹)

ہمارے نزدیک جو مولود و ذکر کئے جاتے ہیں ان کے اکثر خیر پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ کرنا اور ذکر کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنا اور ان کی مدح کرنا۔ اور دوسری قسم یعنی وہ محافل میلاد جو امور خیر پر مشتمل ہیں سنت ہیں اور اذکار عامہ وخاصہ کے بارے میں جو احادیث وارد ہیں وہ ان محافل کو شامل ہیں جیسے یہ حدیث کہ جو کوئی قوم ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتی ہے فرشتے اس پر چھا جاتے ہیں۔ رحمت حق اس کو ڈھانپ لیتی ہے سکینہ اس پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالی اپنے مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے اس حدیث کو مسلم نے روایت کی۔ نیز ایک اور حدیث روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قوم کے لئے فرمایا جو ذکر الٰہی کے لئے مجلس بناتی ہے اور اس پر حمد الٰہیہ بجالاتے ہیں کہ اس نے انہیں اسلام کی رہنمائی فرمائی کہ اس کے لئے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور خبر دی کہ اللہ تعالی تمہارے ساتھ ملائکہ پر فخر فرماتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں بڑی روشن دلیل ہے اس اجتماع کی فضیلت پر جو نیکی کے لئے ہو اور اس میں بیٹھنے پر اور اس پر کہ امر خیر کے لئے بیٹھنے والے ایسے ہیں کہ اللہ تعالی ان کے ساتھ ملائکہ پر فخر فرماتا ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور اللہ تعالی ملائکہ کے درمیان ان کا ذکر ثنا کے ساتھ فرماتا ہے تو ان سے برتر اور کون سی فضیلتیں ہوگی۔

الحاصل مواہب لدنیہ۔ سیرت حلبی۔ سیرت نبوی۔ ماثبت من السنۃ سے محفل میلاد شریف کا جواز واستحباب اجماع امت سے ثابت ہوگیا۔ اور فتاوی حدیثیہ سے تو میلاد شریف کا سنت ہونا ثابت ہوگیا اب باقی رہی اسلام کی چوتھی دلیل قیاس اس کا یہ بیان ہے علامہ الحافظ ابن الجزری فرماتے ہیں۔۔

فاذا کان ھذا ابو لھب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام الذی یسر بمولدہ ویبذل ما اتصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاءہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم -

مواہب لدنیہ مصری ص ۲۷ / ج ا)

جب ابولہب کافر جس کی مذمت قرآن کریم میں ہے اس کا یہ حال ہے کہ اس کو دوزخ میں بھی

تخفیف عذاب کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشی کرنے کا بدلہ ملا تو آپ کی امت کے مسلمانوں کے حال کا کیا کہنا جو حضور کی ولادت کا سرور کرتے اور آپ کی ولادت میں حسب قدرت خرچ کرتے ہیں۔قسمیہ کہا جاتا ہے کہ اس کی جزا میں خدائے کریم ان کو اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

علامہ الحافظ جلال الدین سیوطی نے یہ استدلال فرمایا:

وفی حدیث انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد ما جاء تہ النبوۃ قال الامام احمد ھذامنکر ای حدیث منکرو الحدیث المنکرمن اقسام الضعیف لا انہ با طل کما قد یتوہم والحافظ السیوطی لم یتعرض لذلک وجعلہ اصلالعمل المو لد قال لان العقیقۃ لا تعا دمرۃ ثانیۃ فیحمل ذلک علی ان ھذاالذی فعلہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اظہار اللشکر علی ایجا د اللہ تعالی ایا ہ رحمۃ للعالمین وتشرعا لامتہ کما کا ن یصلی علی نفسہ لذلک قال فیستحب لنا اظہا رالشکر بمو لدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھذا کلامہ۔

(سیرۃ حلبی مصری ص۹۴رج۱)

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد نبوت یعنی چالیس سال کی عمر کے بعد اپنا عقیقہ کیا یعنی بہ نیت عقیقہ جانور ذبح کیا، امام احمد نے فرمایا کہ یہ منکر حدیث ہے اور منکر حدیث ضعیف حدیث کی قسموں میں سے ہے نہ یہ کہ وہ باطل ہے جیسا کہ وہم کیا گیا اور علامہ جلال الدین سیوطی اس کے درپے نہ ہوئے اور انہوں نے اس حدیث کو عمل میلاد شریف کے لئے اصل ٹھہرایا فرماتے ہیں کیونکہ عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا تو اسے اس بات پر حمل کیا جائے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عقیقہ کو اپنے رحمۃ للعالمین ہو کر تشریف لانے کے اظہار شکری کے لئے اور امت کے لئے راہ ذہنی ظاہر کرنے کے لئے کیا جیسا کہ اسی غرض سے خود اپنے اوپر درود بھیجا۔پس ہمارے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے شکریہ کا ظاہر کرنا مستحب قرار پایا یہ علامہ سیوطی کا قول ہے۔

علامہ ابن حجر نے یہ استدلال کیا:

قال الحافظ ابن حجر فی جواب سوال وظہر لی تخریجہ علی اصل ثابت وھو ما فی الصحیحین ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیھو د یصومو ن یو م عا شوراء فسا لھم فقالواھو یو م اغرق اللہ فیہ فرعون ونجی مو سی ونحن نصومہ

شکرا قال فیستفا د من ہ فعل الشکر علی ما من بہ تعا لی فی یو م معین وای نعمۃ اعظم من بروز نبی الرحمۃ وقال ان قا صدی الخیر واظہا ر الفر ح والسرور بمو لدالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والمحبۃ لہ یکفیھم ان یجمعو اھل الخیر والصلاح والفقراء و المساکین فیطعمو ھم ویتصد قوا علیھم محبۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان ارا دوافوق ذلک امر وامن ینشد من المدا ئح النبویۃ والاشعا رالمتعلقۃ با لحث علی الاخلا ق الکریمۃ مما یحرک القلو ب الی فعل الخیرت والکف عن البد ع المنکرات ای لان من اقوی الاسبا ب البا عثۃ علی محبتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سما ع الاصوات الحسنۃ المطربۃ بانشاد المدا ئح النبو یۃ اذا صا رفت محلاقا بلا فا نہا تحدث للسامع شکر اومحبۃ۔

(جواہر البحار مطبوعہ بیروت ص۱۱۲۴رج۳)

علامہ حافظ ابن حجر نے سوال میلاد شریف کے جواب میں فرمایا اور مجھے اس میلاد کرنے کی اصل کا ثبوت ظاہر ہو گیا وہ حدیث مسلم و بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے عاشورہ کے دن یہود کو روزہ دار پایا تو ان سے سوال کیا انہوں نے عرض کیا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اس میں شکریہ کا روزہ رکھتے ہیں۔علامہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ نعمت پر معین دن میں شکریہ ادا کرنا مستفاد ہوا۔اور ہمارے نبی رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے زیادہ بڑی اور کون سی نعمت ہے اور فرمایا کہ نیکی کا ارادہ کرنے والوں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی و مسرت کا اظہار کرنے والوں کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اہل خیر و صلاح اور فقراء و مساکین کو جمع کریں اور انہیں کھانا کھلائیں اور ان پر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صدقہ کریں پھر اگر اس سے زیادہ کا ارادہ کریں تو وہ شعر خوانوں کو حکم دیں کہ وہ نعت و مدحت کے ایسے اشعار پڑھیں جو اخلاق کریمہ پر مشتمل ہوں اور جن سے دلوں میں نیکیوں کے کرنے اور برائیوں سے باز رہنے کی حرکت پیدا ہو۔کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پر ابھارنے والے اسباب میں سے زیادہ قوی تر با نغمہ خوش آوازں کا سننا ہے جو مدح اور نعت کے اشعار میں ہوں۔تو جب یہ قابل محل سے موافق ہو جائیں تو یہ سننے والے میں شکر و محبت پیدا کرتے ہیں۔

الحاصل جب محفل میلاد شریف کا ثبوت اسلام کے چاروں دلائل قرآن و حدیث۔اجماع و قیاس

سے آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ظاہر ہو چکا تو مجیب کا قول کہ

محفل میلاد مروجہ بھی شرعا درست نہیں بالکل غلط اور محض باطل ہے۔

نہ معلوم اس نے شرع کس چیز کا نام رکھ لیا ہے اگر مسلمانوں کی شرع مراد لی ہے تو یہ شرع پر افترا و بہتان ہے کہ شرع کے چاروں دلائل سے محفل میلاد کا جائز و مستحب ہونا بلکہ سنت ہونا ثابت ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ مجیب کی شرع سے مراد دیوبندی شرع ہے جو قرآن و حدیث اجماع و قیاس سب کے خلاف ہے اسی بنا پر اس نے ان میں سے کسی کو اپنی دلیل نہ بنایا اور فتاوی دار العلوم دیوبند کو اپنی شرع کی دلیل ٹھہرایا۔ پھر اس کے بعد یہ مجیب کہتا ہے:

اور قیام کا التزام بھی ناجائز ہے

مجیب کا یہ حکم بھی اپنے دیوبندی مذہب کی بنا پر ہے، اسی لئے اس دعوی کی دلیل وہی فتاوی دار العلوم دیوبندی ہی کو پیش کیا اور اگر یہ قیام شریعت اسلامیہ کے اعتبار سے ناجائز ہوتا تو مجیب اس کے ثبوت میں کوئی آیت پیش کرتا یا کوئی حدیث نقل کرتا۔ یا اجماع و قیاس کی عبارت لکھتا۔ اور جب اس نے کسی دلیل شرعی کو پیش نہیں کیا تو ثابت ہو گیا کہ مجیب نے یہ عدم جواز کا حکم شریعت اسلامیہ کا نہیں لکھا بلکہ اپنے دیوبندی مذہب کا حکم لکھا ہے۔ لہذا میں پہلے شریعت اسلامیہ کا حکم بیان کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

تعزروہ و توقروہ" (سورہ فتح ع ۱ ج ۲۶)

تم رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرو۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے شفا شریف میں ان کلمات آیت کریمہ کی تفسیر نقل فرمائی:

یبالغون فی تعظیمه و یوقروہ ای یعظموہ۔ (شرح شفا مصری ص ۱۲۴ ج ۱)

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم میں خوب مبالغہ کریں اور ان کی توقیر میں۔

اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور کرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں خوب مبالغہ کرنا حکم الہی ہے اور تعظیم کے طریقوں میں کسی خاص طریقہ تعظیم کے لئے مستقل ثبوت پیش کرنا ضروری نہیں بلکہ جو طریقہ تعظیم ہو گا وہ اسی آیت کے تحت میں داخل ہے۔ ہاں اگر کسی خاص طریقہ تعظیم کی ممانعت شرع سے بالتخصیص ثابت ہو تو وہ بے شک ناجائز ہے۔ جیسے سجدہ۔ بالجملہ قیام بھی طرق تعظیم میں بہترین طریقہ ہے تو یہ آیۂ کریمہ اس قیام کو بھی شامل ہے۔ پھر احادیث پر نظر کرنے سے

بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قیام تعظیمی کا حکم دیا۔ بخاری شریف و مسلم شریف کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بنو قریضہ کے سلسلے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو طلب فرمایا:

فلما دنا من المسجد قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم للانصار قومو
الی سید کم۔

(مشکوۃ شریف مطبع اصح المطابع ص ۴۰۳)

جب حضرت سعد مسجد کے قریب آئے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا۔ اپنے سردار کے لئے قیام کرو۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کرا م حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے قیام کرتے تھے۔

کا ن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یجلس معنا فی المسجد یحدثنا ف
ذاقا م قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیو ت ازوا جه ۔

(مشکوۃ شریف مطبع اصح المطابع ص ۴۰۳)

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مسجد شریف میں ہمارے ساتھ جلوس فرماتے اور گفتگو کرتے او جب حضور کھڑے ہو جاتے تو ہم بھی کھڑے ہو جایا کرتے اور ہم یہاں تک کھڑے رہتے کہ حضور کو از ج مطہرات میں سے کسی کے گھر میں داخل ہوتا ہوا دیکھ لیتے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ حضرت ف طمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے اوصاف ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

کا نت اذا دخلت علیه قام الیها فا خذ بیدها فقبلها و اجلسها فی مجلسه و کا ن اذا دخل
علیها قامت الیه فا خذت یدہ فقبلته و اجلسته فی مجلسها ۔

(مشکوۃ شریف مطبع اصح المطابع ص ۴۰۲)

حضرت فاطمہ جب حضور کے پاس حاضر ہوتیں تو حضور ان کے لئے قیام فرماتے اور ان ک دست بوسی کرتے اور انہیں اپنی جگہ بٹھاتے۔ اور حضور جب انکے پاس تشریف لے جاتے تو وہ حضور کے

لئے قیام فرماتیں اور حضور کی دست بوسی کرتیں اور حضور کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

ان احادیث سے ثابت ہوگیا کہ مستحقین تعظیم کے لئے قیام کرنا نہ فقط جائز بلکہ سنت صحابہ ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قولی وفعلی سنت ہے۔ پھر یہ قیام کبھی آنے والے کی تعظیم کے لئے ہوتا ہے یہ قیام قدوم ہے جیسا کہ حدیث میں گذرا کہ حضرت سعد کے لئے انصار نے قیام کیا۔ کبھی اظہار محبت کے لئے ہوتا ہے یہ قیام محبت ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ کے لئے خود حضور نے قیام فرمایا۔ کبھی سرور خوشی کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ سننے کے لئے قیام فرمایا۔ امام احمد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عثمان نے فرمایا:

قلت توفي الله تعالى نبيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قبل ان نسئله عن نجاة هذا الامر قال ابو بكر قد سئلته فقمت اليه ۔ (مشکوۃ شریف مطبع اصح المطابع ص ۱۶)

کہ میں نے حضرت ابوبکر سے عرض کی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وفات دی اور ہم اس امر کی نجات آپ سے نہ دریافت کر سکے۔ حضرت صدیق نے فرمایا میں نے حضور سے دریافت کرلیا ہے اس کے سننے کے شوق میں حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوگیا۔

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک مسئلہ سننے کی خوشی ومسرت میں قیام کرنا قیام مسرت ہے۔ الحاصل محفل میلاد شریف کا قیام بغرض تعظیم بھی ہے اور محبت کی بنا پر بھی ہے۔ اور اظہار مسرت کے لئے بھی ہوتا ہے کہ مسلمان کے لئے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ذکر سے زیادہ خوشی اور مسرت کا کیا ذکر ہوسکتا ہے کہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہی تمام دینی سرور اور احکام الٰہی کے حصول کا باعث وسبب ہے۔ اور مسلمان اس ذکر پاک پر اظہار محبت وتعظیم نہ کرے گا تو اس سے زیادہ اظہار محبت وتعظیم کا اور کیا ذکر ہوگا۔ اور تصریحات ائمہ کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی تعظیم ذات انور کی تعظیم کے مثل ہے۔ بالجملہ ذکر ولادت شریف پر محفل میلاد میں قیام کرنا قرآن کریم کی اس آیۂ کریمہ سے اور ان احادیث سے ثابت ہوا۔ بلکہ ترمذی شریف میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

انه جاء الى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سمع شيئا فقام النبيصلى الله تعالىٰ عليه وسلم على المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله قال انا محمد بن عبد الله بن

عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلنى فى خير هم ثم جعلهم قبا ئل فجعلنى فى خير هم قبيلة ثم جعلهم بيو تا فجعلنى فى خيرهم بيتا فا نا خير هم نفسا و خير هم بيتا ۔

(مشکوۃ شریف مطبع اصح المطابع ص ۵۱۳ ج ۲)

حضرت عباس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں غضبناک ہوکر حاضر ہوئے کہ وہ حضور کے حسب ونسب میں کچھ طعن سن کر آئے تھے حضور نے ممبر پر کھڑے ہوکر فرمایا میں کون ہوں صحابہ نے عرض کی۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بن عبداللہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھ کو ان کے بہترین میں پیدا کیا۔ پھر ان کے دو فرقے کئے۔ اور مجھ کو ان کے بہتر فرقے میں کیا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے۔ تو مجھ کو ان کے بہتر قبیلے میں پیدا کیا۔ پھر ان میں خاندان کئے اور مجھکو ان کے بہتر خاندان میں پیدا کیا۔ تو میں ان کے بہتر نفوس اور بہتر خاندان سے ہوں۔

اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی تشریف آوری کا ذکر بحالت قیام فرمایا ہے تو ہمارے لئے بھی ذکر ولادت کا بحالت قیام کرنا اس حدیث شریف سے مستفاد ہوا۔ بالجملہ جب محفل میلاد شریف کا قیام قرآن کریم واحادیث شریفہ سے مستفاد ہوا۔ تو اس کا جائز و مستحب ہونا محل کلام ہی نہیں ہوا تو اس کو اہل اسلام نے اپنا معمول ٹھرالیا۔ ہزرا ہا بلاد اسلامیہ کے خواص وعوام۔ کئی صدی کے علمائے کرام۔ اولیائے عظام نے اس کو اپنا معمول قرار دیا۔ اور امت اس کو بلا نکیر کرتی چلی آئی۔

چنانچہ علامہ حلبی نے سیرۃ حلبی میں تحریر فرمایا:

جرت عادة كثير من النا س اذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان يقوموا تعظيما له صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وهذا القيام بدعة لا اصل لها اى لكن هى بد عة حسنة لا نه ليس كل بدعة مذمو مة وقد قال سيدنا عمر رضى الله عنه فى اجتما ع النا س لصلاة الترا و يح نعمة البدعة هذه وفيه ايضا وقد وجد القيام عند ذكر اسمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من عا لم الامة ومقتدى الائمة دينا وورعا الاما م تقى الدين السبكى وتا بعه على ذلك مشا ئخ الاسلام فى عصره ويكفى مثل ذلك فى الاقتداء ملخصا ۔

(سیرۃ حلبی مصری ص ۹۹، ۱۰۰ ج ۱)

اور بہت لوگوں کی عادت جاری ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ولادت سنتے ہیں تو وہ حضور کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ اور یہ قیام بدعت ہے اسکی اصل نہیں لیکن یہ بدعت حسنہ ہے اس لئے کہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نماز تراویح کے لئے لوگوں کے جمع ہونے کے بارے میں فرمایا یہ اچھی بدعت ہے اور بیشک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ذکر کے وقت قیام کرنا امام تقی الدین سبکی سے پایا گیا جو اس امت کے عالم اور دین وتقوی میں اماموں کے امام ہیں اور ان کے معاصرین ائمہ کرام ومشائخ اسلام نے اس قیام پر ان کی متابعت کی علامہ حلبی نے فرمایا اور اس قدر بات پیری کرنے میں کافی ہے۔

علامہ سید احمد دحلان السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ میں فرماتے ہیں:

جرت العادۃ ان الناس اذا سمعو اذکر وضعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ وسلم یقومو ن تعظیما لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبسلم وھذ ا القیام مستحسن لما فیہ من تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد فعل ذلک کثیر من علما ئالامۃ الذین یقتدی بھم۔

(السیرۃ النبویہ مصری ص ۲۴۴ ج ۱)

عادت جاری ہے کہ جب لوگ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو حضور کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام مستحسن ہے اس لئے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور اس قیام کو بکثرت ان علماء امت نے کیا جن کی پیروی کیا جاتی ہے۔

علامہ سیّد احمد عابدین نے نثر الدرر علی مولد ابن حجر میں فرمایا:

جرت العادۃ بانہ اذا ساق الوعاظ مو لدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وذکر واوضع امہ لھو قام الناس عند ذالک تعظیما لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھذا القیام بدعہ حسنۃ لما فیہ من اظھار الفرح والسرور والتعظیم بل مستحبۃ لمن غلب علیہ الحب والاجلال لھذاالنبی الکریم علیہ افضل الصلاۃ واتم التسلیم ولم تنزل علیہ المواظبۃ من العلماء الاعلام والمشائخ الکرام بقصد تعظیم للانبیا ختام۔ علیہ و علیھم افضل الصلاۃ والسلام۔

(ملخصا از جواہر البحار مطبوعہ بیروت ص ۱۱۴۴ ر ج ۳)

عادت جاری ہوئی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تولد اور پیدائش کے ذکر تک

واعظ پہونچتے ہیں تو اس وقت سب لوگ حضور کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت حسنہ ہے کیوں کہ اس میں فرحت ومسرت اور تعظیم کا اظہار ہے بلکہ اس شخص کے لئے مستحب ہے جس پر اس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت وعظمت غالب ہو اور خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا قصد کرتے ہوئے مشائخ کرام وعلمائے عظام نے اس قیام پر ہمیشگی فرمائی۔ اس ذات کے لئے جو انبیاء کے خاتم ہے ان پر بہترین درود اور کامل ترین سلام نازل ہو۔

علامہ ابن حجر نے المولد الکبیر میں فرمایا:

فیقال نظیر ذلک القیام عند ذکر ولا دتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وایضا قال اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اھل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکو ر وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلا لۃ۔

(الدر المنظم ص ۱۴۳ از الکواکب الازہر)

کہا گیا اسی کی نظیر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا ہے۔ نیز قیام مذکور کے استحسان پر امت محمدیہ اہل سنت وجماعت نے اجماع کرلیا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی اپنے مولد میں فرماتے ہیں:

قد استحسن القیام عند ذکر مو لدہ الشریف ائمۃ ذی روا یۃ ورویۃ فطو بی لمن کا ن تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مر امہ ومر ما ہ۔

(جواہر البحار مطبوعہ بیروت ص ۱۲۴۸ ر ج ۳)

قیام کو ائمہ ذو روایت ورویت نے بوقت ذکر ولادت کے مستحسن جانا تو خوشخبری ہو اس کے لئے جسے حضور کی تعظیم انتہائی مراد ہو۔

ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ محفل میلاد کا قیام صدیوں سے مسلمانوں کا معمول بہ ہے۔ اور امت نے اس کے استحباب پر اجماع کرلیا ہے۔ تو جس کی اصل قرآن واحادیث میں موجود ہو اور وہ اجماع امت سے ثابت ہو۔ اس کو کوئی مسلمان تو ناجائز کہہ نہیں سکتا۔ مجیب کا فریب یہ ہے کہ اس نے اس مقام پر قیام کو صراحۃ ناجائز نہیں کہا۔ بلکہ اس کے التزام کو ناجائز ٹھہرایا۔ مگر اس التزام کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل شرعی پیش نہ کرسکا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ آئندہ بھی کوئی دلیل پیش ہی نہیں کرسکتا کہ شریعت

میں ہر امر جائز یا مستحب کا التزام ناجائز نہیں۔ اسی مذہب دیوبندی کے معلم ثانی گنگوہی جی کے فتاوے رشیدیہ حصہ سوم میں ہے۔ از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند بندہ بحمدہ تعالی بخیر ہے۔ آپ کی علالت سے متفکر ہوا۔ میں دعائے خیر کرتا ہوں آپ سورۂ فاتحہ التزام کے ساتھ سنت وفرض کے درمیان پڑھ لیا کریں اور پانی پر دم کر کے بھی پی لیا کریں اور اپنے اوپر بھی دم کر لیا کریں فقط والسلام۔

(فتاوی رشیدیہ دہلی ص۵۴ ج۲)

مجیب صاحب دیکھئے گنگوہی صاحب نے سورۂ فاتحہ کو التزام کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا۔ تو اگر کسی امر جائز کا التزام کرنا اس کو ناجائز بنا دیتا تو گنگوہی جی سورۂ فاتحہ کو التزام کے ساتھ پڑھنے کا ہرگز حکم نہ دیتے الحصل قیام کا جب جائز ومستحب ہونا ثابت ہوگیا تو اس کو جائز ومستحب جانتے ہوئے اس کا التزام کس طرح ناجائز ہوسکتا ہے۔ لہذا مجیب کا یہ دعوی کہ "قیام کا التزام بھی ناجائز ہے" غلط اور باطل اور شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔ اس کے بعد مجیب کا یہ قول

جو کچھ کیا جاتا ہے یہ رسم ورواج شرعا خلاف شریعت ہے اور بدعت ہے اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص۱۲ ج۳)

کس قدر جہالت پر مبنی ہے۔ مجیب پر پہلے تو یہ لازم تھا کہ رسم ورواج کی جامع مانع تعریف بیان کرتا، رسم ورواج کے عدم جواز کا حکم قرآن وحدیث وغیرہ دلائل شرع سے ثابت کرتا۔ اور اس کا خلاف شرع اور بدعت ہونا اور اس کے ترک کا ضروری ہونا نصوص سے ثابت کرتا۔ لیکن مجیب کو نہ تو رسم ورواج ہی کا حکم معلوم۔ نہ رسم ورواج اور خلاف شرع میں نسبت ہی کا پتہ۔ نہ خلاف شرع اور بدعت کے درمیان تفرقہ کا علم۔ نہ بدعت واجب الترک میں نسبت کی خبر تو اس کی یہ ایک مجنونانہ بڑ ہے۔ اور اگر دیوبندی قوم ان باتوں کا کچھ علم رکھتی ہے تو ظاہر کرے۔ علاوہ بریں جب ہم نے محفل میلاد شریف اور قیام کا جواز و استحباب قرآن واحادیث اور عمل مسلمین سے ثابت کر دیا تو فقط رسم ورواج کب قرار پائے۔ اور خلاف شرع کس طرح ہوئے۔ اور بدعت کس طرح ٹھہرے۔ اور واجب الترک کس طرح بنے کیا یہ مجیب رسم ورواج اس کو کہتا ہے جو قرآن واحادیث سے ثابت ہو۔ اور خلاف شرع اس کو ٹھہراتا ہے جو نصوص سے ثابت ہو اور بدعت اس کو کہتا ہے جو دلائل شرع سے مستفاد ہو۔ اور واجب الترک اس کو قرار دیتا ہے جو براہین اسلام سے ثابت ہو رہا ہو۔ لہذا یہ مجیب نہ تو رسم ورواج کی تعریف کو جانتا ہے۔ نہ خلاف شرع کے معنی سمجھتا ہے۔ نہ بدعت کو پہچانتا ہے۔ نہ واجب الترک کے مفہوم سے واقف ہے۔ اور ان تمام امور کا

الزام صرف اس مجیب ہی پر نہیں ہے کہ یہ تو ناقل ہے بلکہ اصل الزام فتاوی دار العلوم پر جس سے مجیب نقل کر رہا ہے، یہاں تک تو فتاوی دار العلوم کی جہالات تھیں۔

اب یہ مجیب اس کے بعد کہتا ہے

کھڑے ہو کر سلام پڑھنا نہ کسی حدیث سے ثابت ہے اور نہ کسی آیت سے۔ بالکل ناجائز ہے۔

مجیب کا یہ قاعدہ (کہ جو شی کسی آیت یا حدیث سے صراحۃ ثابت نہ ہو وہ بالکل ناجائز ہے) نہ کسی آیت کا مفہوم ہے نہ کسی حدیث کا مضمون ہے۔ نہ سلف وخلف میں سے کسی کا قول ہے نہ شریعت میں اس کا کہیں پتہ چلتا ہے۔ بلکہ یہ خود ساختہ قاعدہ دیوبندی قوم ہی کا ہے، جس کو ہمارے مقابلہ میں تو استعمال کر لیا کرتے ہیں اور خود یا تو اس کو غلط مانتے ہیں یا ناقابل عمل جانتے ہیں، چنانچہ اس دیوبندی قوم کے پیشوا گنگوہی جی کا فتاوی رشیدیہ ہی دیکھو وہ کہتے ہیں۔

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟۔

جواب: قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے۔ بدعت نہیں فقط۔

سوال: ۳۱۔ بعض بعض صوفی قبور اولیا پر چشم بند بیٹھتے ہیں اور سورۂ الم نشرح پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ کھلتا ہے اور ہم کو بزرگوں سے فیض ہوتا ہے۔ اس بات کی کچھ اصل بھی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس کی بھی اصل ہے اس میں کوئی حرج نہیں اگر بہ نیت خیر ہے فقط واللہ تعالی اعلم۔

(فتاوے رشیدیہ دہلی ص۱۱ ج۱)

نیز اسی میں ہے۔

سوال:۔ ۲۵۔ صوفیہ کرام کے یہاں جو اکثر اشغال واذکار مثل رگ کیاس کا پکڑنا اور ذکر ارہ اور حلقہ برقبور نہیں بلکہ ویسے ہی دم وغیرہ جو قرون ثلثہ سے ثابت نہیں بدعت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اشغال صوفیہ بطور معالجہ کے ہیں سب کی اصل نصوص سے ثابت ہے۔ جیسا اصل علاج ثابت ہے مگر شربت بنفشہ حدیث صریح سے ثابت نہیں ایسا ہی اذکار کی اصل ہیئت ثابت ہے جیسا توپ بندوق کی اصل ثابت ہے اگرچہ اس وقت میں نہ تھی سو یہ بدعت نہیں۔

(فتاوی رشیدیہ دہلی ص۱۰ ج۱)

ان جوابات میں (۱) ختم بخاری شریف (۲) قبور اولیا پر آنکھیں بند کرکے بیٹھنا اور اس سے انشراح صدر کا ہونا اور صاحب قبر سے فیض کا ہونا (۳) اشغال صوفیہ (۴) اذکار اولیا (۵) رگ کیماس کا پکڑنا (۶) ذکر ارہ (۷) حبس دم (۸) شربت بنفشہ (۹) توپ (۱۰) بندوق۔ یہ دس چیزیں آیات واحادیث صریحہ سے ثابت نہیں مگر یہ ناجائز وبدعت نہیں بلکہ درست ہیں ان میں کوئی حرج نہیں ان کی اصلیں ثابت ہیں۔

مجیب صاحب کہئے! اب آپ کا وہ قاعدہ وحکم صحیح ہے یا گنگوہی صاحب کے یہ احکام۔ اگر آپ کا ہی وہ قاعدہ وحکم صحیح ہے تو ان گنگوہی صاحب پر پہلے سخت بدعتی اور گمراہ ہونے کا فتوی صادر کیجئے۔ اور اگر گنگوہی صاحب کے یہ احکام صحیح ہیں تو اپنے اس قاعدہ وحکم کے غلط وباطل ہونے کا اعتراف کیجئے۔ پھر مجیب کے اس قاعدہ وحکم کے خلاف اس کی قوم کا عمل بھی دیکھئے۔

(۱) عربی مدارس کا جاری کرنا۔ (۲) ان کے لئے پختہ خوبصورت عمارتیں بنوانا (۳) دارالحدیث کے نام سے علیحدہ عمارت بنانا۔ (۴) تقسیم درجات کرنا۔ (۵) نصاب معین کرنا (۶) جمعہ کو چھٹی دینا۔ (۷) شعبان میں امتحان کرانا۔ (۸) دستار بندی کے جلسے کرنا۔ (۹) رمضان میں تعطیل دینا۔ (۱۰) کتب خانہ جمع کرنا۔ (۱۱) مدرسین کی تنخواہ مقرر کرنا۔ (۱۲) منطق وفلسفہ وریاضی وغیرہ داخل درس (۱۳) ہر سبق کے لئے وقت مقرر کرنا۔ (۱۴) ایک خاص نصاب کے بعد سند دینا۔ (۱۵) مساجد کو نقش ونگار کے ساتھ بنانا (۱۶) ان میں اوقات نماز کے نقشے لگانا۔ (۱۷) نمازوں کے اوقات مقرر کرنا۔ (۱۸) امامت کی تنخواہ لینا۔ (۱۹) رمضان میں سحر وافطار کے نقشے شائع کرنا۔ (۲۰) افطار وسحری کے لئے نقارے اور گھنٹیاں بجانا۔ (۲۱) کلام اللہ کا مع ترجمہ واعمال کے چھاپنا۔ (۲۲) احادیث کو مع ترجمہ کے شائع کرانا۔ (۲۳) دار المبلغین تیار کرانا۔ (۲۴) دار الافتاء کی عمارت بنانا۔ (۲۵) اس میں مفتیوں کو ملازم رکھنا۔ وغیرہا اعمال جو آیات واحادیث صریحہ سے ثابت نہیں لیکن کوئی دیوبندی نہ ان باتوں کو ناجائز کہتا ہے نہ بدعت بلکہ انہیں ایسا دینی کام بتاتا ہے کہ ان کے لئے چندہ جمع کرتا ہے۔ بالجملہ یہ ثابت ہوگیا کہ مجیب کا یہ قاعدہ۔ (کہ جو شی کسی آیت وحدیث سے صراحۃ ثابت نہ ہو وہ بالکل ناجائز ہے) خود دیوبندی قوم کے احکام واعمال کے لحاظ سے بھی غلط اور باطل ہے۔ بلکہ خود مجیب کے نزدیک بھی غلط ہے ورنہ ان سب امور کے بالکل ناجائز ہونے کا فتوی دے۔ اب باقی رہا کھڑے ہوکر سلام پڑھنا اس کی ممانعت نہ کسی آیت سے ثابت نہ کسی حدیث سے۔ بلکہ قرآن کریم میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان اللہ وملئکتہ یصلو ن علی النبی یآیہاالذین امنو اصلو اعلیہ وسلمو اتسلیما۔

(پ۲۲ع۴)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو ان پر تم دورد بھجو اور خوب سلام بھیجو۔

دارمی شریف ونسائی شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: ان للہ ملائکۃ سیا حین فی الارض یبلغو نی من امتی السلام

(مشکوۃ شریف مطبوا صح المطابع ص ۸۶)

بیشک اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین پر سیر کرنے والے ہیں وہ مجھ کو میری امت کی طرف سے سلام پہو نچاتے ہیں۔

اسی دارمی شریف ونسائی میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی:

ان رسول اللہ ،صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جا ء ذات یوم والبشر فی وجہہ فقال انہ جا ء نی جبر یل فقال ان ربك یقو ل اما یر ضیك یا محمد ان لایصلی علیك احدمن امتك الاصلیت علیہ عشر اولا یسلم علیك احد من امتك الا سلمت علیہ عشرا۔

(مشکوۃ شریف مطبع اصح المطابع ص ۸۶)

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور چہرۂ پاک میں آثار بشاشت نمایاں تھے۔ فرمایا میرے پاس حضرت جبریل آئے اور عرض کی کہ بے شک آپ کا رب فرماتا ہے: اے حبیب کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری امت سے تم پر جو کوئی درود بھیجے گا تو میں اس پر دس بار بھجونگا اور تمہاری امت سے جو کوئی تم پر سلام بھیجے گا تو میں اس پر دس بار سلام بھیجونگا۔

اس آیت کریمہ اور ہر دو احادیث مین حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کا حکم ہے۔ اور ان میں سلام کے ساتھ کہیں بیٹھ کر پڑھنے کی قید ذکر نہ فرمائی گئی تو ثابت ہوا کہ آیت واحادیث میں سلام پڑھنے کا حکم مطلق ہے جو بیٹھ کر پڑھنے اور کھڑے ہوکر پڑھنے ہر دو کو شامل ہے۔ اور اگر سلام کھڑے ہوکر پڑھنا ممنوع ہوتا تو اس میں ممانعت مذکور ہوتی، اور جب آیت وحدیث میں اس کی ممانعت نہیں تو اس کوئی ممنوع کو نہیں کرسکتا ہے۔ نیز سلام اکثر مقامات میں کھڑے ہوکر ہی پڑھا جاتا ہے اسکا حکم کتب فقہ میں مذکور ہے۔

فتاوی عالمگیر میں ہے:

ویقف کما یقف فی الصلاۃ و یمثل صورتہ الکریم البھیۃ کانہ قائم فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ کذافی الاختیار شرح المختار ثم یقول السلام علیك یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(عالمگیری مطبع مجیدی ص۱۳۶ ج۱)

اور کھڑا ہو جس طرح کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور آپ کی صورت مبارکہ کا ایسا نقشہ جمائے کہ گویا حضور قبر اطہر میں آرام فرما رہے ہیں اس کو جان رہے ہیں اس کا کلام سن رہے ہیں اسی طرح اختیار شرح مختار میں ہے، پھر کہے تم پر سلام ہوائے اللہ کے نبی اور اللہ کی رحمت و برکت۔

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے:

ثم تنھض متوجھا الی القبر الشریف فتقف بمقدار اربعۃ اذرع بعیدا عن المقصورۃ الشریفۃ بغایۃ الادب مستدبرا القبلۃ محاذیا لراس النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووجھہ الاکرم ملاحظا نظرہ السعید الیك وسماعہ کلامك وردہ علیك سلامك وتامینہ علی دعائك وتقول السلام علیك یا سیدی یا رسول اللہ، السلام علیك یا نبی اللہ، السلام علیك یا نبی الرحمۃ، السلام علیك یا شفیع الامۃ، السلام علیك یا سید المرسلین، السلام علیك یا خاتم النبیین، السلام علیك یا مزمل، السلام علیك یا مدثر الخ۔

(حاشیہ طحطاوی ص۴۳۲)

پھر قبر اطہر کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہو اور گنبد اقدس سے بمقدار چار گز کے فاصلے پر انتہائی ادب کے ساتھ قبلہ کو پشت کر کے سر اقدس اور چہرۂ انور کے سامنے کھڑا ہو اور ملحوظ رکھے کہ حضور تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور تیرے کلام کو سن رہے ہیں اور تیرے سلام کا جواب دے رہے اور تیری دعا پر آمین فرما رہے ہیں اور عرض کر تم پر سلام ہوائے میرے سردار اے اللہ کے رسول۔ تم پر سلام ہوائے اللہ کے نبی۔ تم پر سلام ہوائے اللہ کے حبیب۔ تم پر سلام ہوائے رحمت کے نبی۔ تم پر سلام ہوائے امت کے شفاعت کرنے والے۔ تم پر سلام ہوائے رسول کے سردار۔ تم پر سلام ہوائے نبیوں کے خاتم۔ تم پر سلام ہوائے مزمل۔ تم پر سلام ہوائے مدثر۔

اسی طرح خطبہ اور وعظ میں صلاۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ در مختار نے بعد اذان سلام کہنا لکھا تو وہ بھی تو کھڑے ہو کر ہی کہا جاتا ہے تو مجیب کا یہ کہنا کہ (کھڑے ہو کر سلام پڑھنا بالکل ناجائز

ہے) کس قدر غلط اور باطل ہے۔

اب رہا محفل میلاد شریف میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا تو یہ اوپر مفصل گذرا کہ محفل میلاد شریف قیام عظمت ذکر قدوم اور محبت و مسرت کے لئے ہے تو یہ کھڑا ہونا محض سلام پڑھنے ہی کی غرض سے نہیں ہوتا۔ باوجودیکہ محض سلام پڑھنے کی غرض سے کھڑا ہونا بھی ممنوع و ناجائز نہیں جیسا کہ ان عبارات میں گذرا۔ لہذا جب فقہ کی کتابوں سے یہ ثابت ہو چکا تو جہاں قیام اور کھڑا ہونا اور اغراض کے لئے ہو تو اس میں سلام پڑھنا کس بنا پر ناجائز ہے تو مجیب اس کے ثبوت پر کوئی دلیل شرعی پیش کرے ورنہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔

بالجملہ اس مجیب نے سلام پڑھنے کو ناجائز قرار دے کر خود آیت و حدیث کی مخالفت کی پھر مجیب کو جب اس پر بھی صبر نہ آیا تو آگے لکھتا ہے

جو لوگ اہتمام سے کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے تھے غلط کرتے تھے یہ طریقہ صحیح نہیں۔

مجیب کا یہ قول غلط۔ فتوے غلط۔ مسلک غلط۔ مذہب غلط۔ طبیعت غلط۔ فہم غلط۔ نظر غلط۔ تو اس کو تو ہر چیز غلط ہی نظر آئے گی۔ حتی کہ صحیح بھی غلط ہی معلوم ہوگا۔ اسی بنا پر ساری امت کو غلطی پر متفق مانا کہ علامہ سید احمد عابدین نے شرح مولد ابن حجر میں فرمایا۔

وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ الشریف من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا وور[ع] الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلك مشائخ الاسلام فی عصرہ قال الشا[م] والداودی قد اتفق ان منشد انشد قصیدۃ ذی المحبۃ الصادقۃ حسان زمانہ ابی زکر[یا] یحیی الصرصری التی منھا قولہ فی مدح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذھب ۔۔۔ علی فضۃ من خط احسن من کتب

وان تنھض الاشراف عند سماعہ ۔۔۔ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

اما اللہ تعظیما لہ کتب اسمہ ۔۔۔ علی عرشہ یا رتبۃ سمت الرتب

وکان ذلك وقت ختم درسہ والقضاۃ والاعیان بین یدیہ فلما وصل المنشد ا[لی] قولہ وان تنھض الاشراف عند سماعہ الی آخر البیت نھض الشیخ للحال قائما ع[لی] قدمیہ امتثالا لما ذکرہ الصرصری وقام جمیع من بالمجلس وحصل للناس ساعۃ ط[یبۃ] وآنس کبیر بذلك ذکر ذلك ولدہ شیخ الاسلام ابو نصر عبد الوھاب فی ترجمتہ

الطبقات الکبری قال فی انسان العیون بعد ذکر ذلک ویکفی مثل ذلک فی الاقتداء اقول لم تزل علیہ المواظبة من العلماء الاعلام والمشائخ الکرام بقصد تعظیم من للانبیاء ختام علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ واتم السلام ۔۔

(جواہر البحار مطبوعہ بیروت ص ۱۱۴۴ ر ج ۳)

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم شریف کے ذکر کے وقت قیام امت کے اس عالم نے کیا جو دین وتقوی میں اماموں کا پیشوا امام تقی الدین سبکی ۔ اور اس قیام میں ان کے زمانہ کے مشائخ اسلام نے ان کا اتباع کیا علامہ شامی اور داوودی نے فرمایا کہ واقعہ یہ ہوا کہ ایک قصیدہ ایک نعت خواں نے پڑھا جس کو سچے عاشق اپنے زمانہ کے حسان ابوزکریا یحیی صرصری شاعر نے لکھا جس کے نعت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بعض اشعار یہ ہیں ۔ مدح مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بھی کم ہے کہ جو سب سے اچھا خوش نویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے ۔ اور جو شرف دینی رکھتے ہیں وہ اس نعت کو سن کر صف باندھ کر سروقد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں ۔ دیکھو آگاہ ہو کہ اللہ نے ان کا نام اپنے عرش پر ان کی عظمت کے لئے لکھا ۔ اے رتبوں کے واقف کار ۔ اور یہ وقت ختم مجلس کا تھا اور قاضی اور ارکین سلطنت سامنے تھے تو جب وہ نعت خواں اس شعر کو پڑھنے لگا کہ اشراف نعت کو سن کر صف بہ صف کھڑے ہو جائیں تو حضرت امام سبکی فورا اپنے قدموں پر امام صرصری کے امتثال امر کی بنا پر کھڑے ہو گئے اور تمام حاضرین مجلس نے بھی قیام کیا اور اس کی وجہ سے مجلس میں اس وقت نہایت انس حاصل ہوا ۔

اس کو ان کے صاحبزادے شیخ الاسلام بونصر عبدالوہاب نے ان کے تذکرے میں طبقات کبریٰ میں ذکر کیا اور انسان العیون نے اس ذکر کے بعد فرمایا یہ پیروی کے لئے کفایت کرتا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اسی پر علماء اعلام اور مشائخ کرم نے اس ذات پاک کی تعظیم کے لئے ہمیشگی کی ۔ جو حضرات انبیاء کے لئے خاتم ہیں ان پر اور ان سب پر بہترین صلاۃ اور کامل ترین سلام نازل ہو ۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ جو اپنے زمانہ میں اہل علم وفضل کے پیشوا ۔ اور اصحاب زہد وتقوی کے مقتدا تھے جن کی ولادت ۶۸۳ ھ کی ہے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک پر قیام کیا اور ان کے اتباع میں علماء ومشائخ نے اور تمام اہل مجلس نے قیام کیا ۔ پھر ہر زمانہ اور قرن میں علمائے کرام ومفتیان عظام ومشائخ ذوی الاحترام نے محفل میلاد شریف بوقت

ذکر ولادت قیام کیا ۔ تو یہ قیام تقریبا سات صدی کے مسلمانوں کا وہ عمل ہے جس کو انہوں نے ہمیش
مستحب ومستحسن جان کر کیا تو یہ عند اللہ بھی حسن قرار پایا کہ حدیث شریف میں ہے جسے حضرت امام اح
نے اپنے مسند میں روایت کیا ۔ ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن ۔

(کنوز الحقائق مصری ص ۱۵۷ ر ج ۲)

مسلمان جس چیز کو اچھا جانیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے ۔

تو حدیث شریف جب مسلمانوں کے اس فعل کو حسن قرار دے تو وہ اس مفتی کے حکم سے غلط ا
غیر صحیح کس طرح ہو سکتا ہے ۔ بلکہ یہ گمراہ مفتی سات صدی کے تمام علماء ومشائخ اور ساری امت مرحوم
بدعتی وگمراہ ٹھہراتا ہے ۔ اور ساری امت نہ کسی غلطی پر جمع ہو سکتی اور نہ غیر صحیح طریقہ کو اختیار کر سکتی ہے
گمراہی پر اتفاق کر سکتی ہے ۔ کہ خود آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کو ترمذی شری
نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ۔

لا یجمع امتی ای امة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ضلالة وید اللہ عل
الجماعة ومن شذ شذ فی النار ۔ (مشکوۃ شریف مجتبائی ص ۳۰)

میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہے ۔ اور جو تنہا ہو و
زخ میں ڈال دیا جائے گا ۔

لہذا یہ مجیب خود ہی گمراہی اور بدعتی ہے اور سات صدی کا یہ عمل مسلمین یعنی قیام محفل م
شریف بلاشبہ صحیح ہے اور مجیب کا اس کو غلط اور باطل کہنا غلط اور باطل ہے ۔ پھر یہ مجیب اس کے آگے آ

ہے ۔"

اگر کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ
روح حاضر ہوتی ہے ، تو نہ آپ تشریف لاتے ہیں نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے تشریف آوری
دعوے پر کوئی دلیل نہیں ہے ۔ اور نہ کوئی آیت اور نہ کوئی حدیث ہے کہ جس سے ثابت ہو ۔ کوئی دیکھتا
پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں ۔ یہ آپ پر محض افترا ہے ۔ من کذب علی متع
فلیتبوأ مقعدہ من النار الحدیث ۔ جس طرح کسی نہ کہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا
ہے اسی طرح نہ کیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے ۔

مجیب صاحب میلاد شریف میں بوقت سلام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آ

یاروح پاک کا حاضر ہونا اہلسنت کا عقیدہ تو نہیں ہے، خواص کا تو کیا ذکر عوام تک کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ہر میلاد شریف میں بوقت قیام وسلام حضور کی تشریف آوری ہوتی ہے اور اسی بنا پر سلام وقیام کیا جاتا ہے ۔لیکن بلا اعتقاد اگر کوئی شخص بوقت سلام کے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تشریف لانے یاروح پا ک کے حاضر ہونے کو ممکن جانے تو اس پر کیا الزام ہے اور اس میں کون سا استحالہ شرعی یا عقلی لازم آتا ہے

مجیب عدم تشریف آوری کے دعوے پر نہ کوئی دلیل پیش کرسکا۔نہ کوئی آیت وحدیث نقل کرسکا ۔نہ آئندہ وہ کوئی دلیل پیش کرسکتا ہے۔کیونکہ اس کے خلاف پر بکثرت دلائل موجود ہیں۔چنانچہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی انباہ الاذکیاء میں فرماتے ہیں:

النظر فی اعمال امته والاستغفار لهم من السيئات والدعاء بكشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض لحلول البركة فيها وحضور جنازة من مات من صالحی امته فان هذه الامور من جملة اشغاله فی البرزخ كما وردت بذلك الاحاديث والآثار۔

(انباہ الاذکیاء مطبوعہ دائرۃ المعارف ہند ص ۱۴)

اپنی امت کے اعمال میں نظر کرنا اور ان کے لئے گناہوں سے مغفرت طلب کرنا اور ان سے بلاؤں کے دفع ہوجانے کی دعا کرنا اور اطراف زمین میں نزول برکت کے لئے چلنا پھرنا اور جو صالحین امت سے مرجائے اس کے جنازہ پر حاضر ہونا تو یہ سب کام برزخ میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مشاغل میں سے ہیں جیسا کہ اس میں احادیث وآثار وارد ہوئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی "در الثمین فی مبشرات النبی الامین" میں فرماتے ہیں:

الحديث السابع عشر۔اخبرنی سيدی الوالد قال اخبرنی شيخی السيد عبد الله القاری قال حفظت القرآن على قاری زاهد كان لكن فی البرية فبينا نحن نتدارس القرآن اذجاء قوم من العرب يقدمهم سيدهم فاستمع قرأة القاری وقال بارك الله ارايت حق القرآن ثم رجع وجاء رجل اخر بذلك الزی فاخبر ان النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اخبرهم البارحة انه سيذهب الى البرية الفلانية لاستماع قرأة القاری هناك فعلمنا ان السيد الذی كان يقدمهم هو النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم قال وقد رأيته بعينی هاتين

(در الثمین مطبوعہ دہلی ص ۶)

سترہویں حدیث مجھے میرے سردار والد صاحب نے خبر دی کہا خبر دی مجھے میرے شیخ نے انہوں نے کہا کہ میں نے قرآن کریم قاری زاہد سے یاد کیا وہ بیابان میں رہتے تھے اس اثنا میں کہ ہم قرآن شریف کا دور کررہے تھے کہ ایک عرب کی قوم آئی اور اس کا سرداران کے آگے تھا انہوں نے قاری صاحب کی قرات سنی اور اس سردار نے فرمایا اللہ تعالی برکت دے تونے قرآن کریم کا حق ادا کردیا پھر وہ تشریف لے گئے اور ایک اور شخص اسی شان میں آیا تو اس نے خبر دی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انہیں گذشتہ شب خبر دی تھی کہ حضور فلاں بیاباں میں قاری صاحب کی قرات سننے کے لئے تشریف لے جائیں گے تو ہم نے جان لیا کہ جو سردار قوم آگے تھے وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تھے اور کہا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے اپنی دونوں آنکھوں سے۔

بہجۃ الاسرار میں بسند متصل حضرت ابوالحسن نورالدین اس کی روایت کرتے ہیں:

يقول ابو سعد القيلوی رضی الله عنه رايت رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم وغيره من الانبياء صلوات الله عليهم فی مجلس الشيخ عبد القادر غيرمرة ۔وان ارواح الانبياء لتجول فی السموات والارض جولان الرياح فی الآفاق ۔

(بہجۃ الاسرار مصری ص ۹۵)

حضرت ابوسعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اور آپ کے سوا اور انبیاء علیہم السلام کو شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بہت سی مرتبہ دیکھا اور بے شک انبیاء کی روحیں چلتی پھرتی ہیں۔جیسے ہوائیں عالم میں چلتی ہیں۔

اسی بہجۃ الاسرار میں بسند متصل دوسرے واقعہ کی روایت کرتے ہیں۔

يقول الشيخ بقابن بطو رضی الله عنه مجلس الشيخ عبد القادر رضی الله عنه مرة فبينا هو يتكلم على المرقاة الثانية فاشهدت ان المرقاة الاولیٰ قد اتسعت حتى صارت مد البصر وفرشت من السندس الاخضر وجلس عليها رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم وابو بكر وعمر وعثمان وعلی رضی الله عنهم وتجلی الحق سبحانه على قلب الشيخ عبد القادر فمال حتى كاديسقط فامسكه رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم لئلا يقع۔

(بہجۃ الاسرار مصری ص ۹۷،۹۸).

شیخ بقا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک مرتبہ حاضر ہوا۔اس اثنا میں کہ حضور دوسری سیڑھی پر وعظ فرما رہے تھے میں نے دیکھا کہ پہلی سیڑھی کشادہ ہوئی اور سبز سندس کا فرش بچھا اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم نے جلوس فرمایا اور اللہ سبحانہ نے حضور غوث پاک کے قلب پر تجلی ڈالی تو حضور غوث پاک جھومنے لگے یہاں تک کہ گرنے کے قریب ہوگئے تو ان کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گرنے سے روک لیا۔

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں:

اولیا وانبیاء احیاء باجساد واموات بارواح وجن وملائکہ درمجلس او حاضری شدند وحضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والہ اجمعین نیز از برائے تربیت وتائید تجلی می فرمودند وخضر علیہ السلام اکثر اوقات از حاضران مجلس شریف می بود۔ (اخبار الاخیار مجتبائی ص ۱۳)

اولیا اور انبیاء زندہ تو جسموں کیساتھ اور اموات روحوں سے اور جنات اور فرشتے حضور غوث پاک کی مجلس میں حاضر ہوتے اور حبیب حق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تربیت وتائید کے لئے تجلی فرماتے اور حضرت خضر علیہ السلام تو مجلس کے زیادہ حاضر باشوں میں سے ہیں ۔

ان عبارات سے نہایت روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ حضرات انبیاء کرام اور ارواح زمین وآسمان میں ہوا کی طرح چلتے اور جولانی فرماتے ہیں اور اعمال امت کو ملاحظہ فرماتے ہیں خصوصا ہمارے آقا ومولی سید انبیاء محبوب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے اعمال واحوال کو ملاحظہ فرماتے ہیں ان کے لئے استغفار کرتے اور دفع بلا کی دعا فرماتے ہیں۔اور اقطار زمین میں دورہ کرتے ہیں اور صالحین کے جنازہ پر تشریف لاتے ہیں اور زاہد قاری کا قرآن کریم سننے کے لئے اس جنگل میں تشریف لائے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں چند بار تشریف لائے ۔یہ چند عبارات بخیال اختصار پیش کیں ورنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مجالس ذکر میں تشریف آوری کے کثیر واقعات معتبر کتب سے پیش کئے جاسکتے ہیں تو ان اکابردین کے اقوال کے مقابل اس مجیب کا قول غلط اور باطل ہے۔مجیب عدم تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل پیش نہ کرسکا۔لیکن عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ یہ کہتا ہے کہ کوئی انہیں دیکھتا نہیں مجیب نے یہ عجیب دلیل پیش کی۔اس عقل کے دشمن سے پوچھو کر اما کاتبین۔حفظ ہر وقت ساتھ رہتے یہاں ان کا صبح وشام آنا جانا ہوتا ہے!۔حضرت ملک الموت اور ان

کے اعوان بوقت قبض روح آتے ہیں تو کیا انہیں کوئی ان آنکھوں سے دیکھتا ہے۔مجیب کیا ان کے لئے بھی یہی کہدیگا کہ اگر یہ فرشتے آتے ہوتے تو کوئی تو انہیں دیکھتا اور جب انہیں کوئی دیکھتا ہی نہیں تو ثابت ہوگیا کہ یہ فرشتے ہمارے ساتھ رہتے ہی نہیں۔بلکہ یہ مجیب اگر ہر موجود کے لئے آنکھوں سے نظر آنا ضروری قرار دیتا ہے تو وہ بہت سے اسلامی عقائد کا منکر ٹھہرے گا۔مجیب آنکھیں کھول کر دیکھے،ابھی بہجۃ الاسرار سے منقول ہوا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت ابوسعد علیہ الرحمہ نے چند بار دیکھا اور حضرت شیخ بقا علیہ الرحمہ نے مع خلفا کے دیکھا ۔مجیب میں اگر جرأت ہے تو ان کے دیکھنے کو نہ دیکھنا ثابت کرے۔حضرت شیخ بقا سے اس دیکھنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کا جواب دیا اس کو اسی بہجۃ الاسرار میں اس عبارت کے بعد لکھا۔

سئل الشیخ بقا عن رویتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ رضی اللہ عنہم فقال اروا حہم تشکلت ان اللہ تعالی اید ہم بقوۃ یظھرون بھا فیراھم من قواہ اللہ تعالی لرویتھم فی صورۃ الاجساد وصفات الاعیا ن بدلیل حدیث المعراج ۔

(بہجۃ الاسرار مصری ص ۹۸)

حضرت شیخ بقا سے حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کی روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ ان کی روحیں متشکل ہوتی ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کی ایسی قوت سے تائید فرماتا ہے جس سے وہ ظاہر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جسے ان کی صورت اجساد اور صفات اعیان میں دیکھنے کی قوت دی ہے تو وہ ان کو دیکھتا ہے بدلیل حدیث معراج۔

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

اربا ب القلوب فی یقضتھم یشا ھد و ن الملا ئکۃ وارو ح الانبیاء ویسمعون منھم اصواتا ویقتبسو ن منھم فوا ئد ثم یر تقی الحال من مشاھدۃ الصو ر والا مثا ل الی درجات یضیق عنھا نطا ق النطق ۔

(زرقانی مصری ص ۲۹۷ رج ۵)

اہل دل اپنی بیداری میں فرشتوں اور انبیاء کرام کی روحوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔اور ان کی آوازوں کو سنتے ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔پھر ان کا حال مشاہدہ صورت وامثال میں ایسے درجوں تک ترقی کرتا ہے جو احاطہ بیان سے باہر ہے۔

عارف صمدانی قطب ربانی سید عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

قد بلغنا عن الشیخ ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ الشیخ ابی العباس المرسی وغیرھما انھم کانوا یقولون لو احتجبت عنا رویۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طرفۃ عین ما اعددنا انفسنا من جملۃ المسلمین۔ (میزان مصری ص ۱/۴۱)

ہمیں شیخ شاذلی اور ان کے شاگرد شیخ ابوالعباس اور دیگر اولیا سے یہ روایت پہونچی کہ وہ کہتے تھے اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار پلک مارنے کی مقدار ہم سے محجوب ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہ کریں۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ اولیاء کرام فرشتوں اور ارواح انبیاء علیہم السلام کا مشاہدہ کرتے ہیں، ان کی آوازوں کو سنتے ہیں، ان سے کسب فیوضات کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض کو ہر وقت رویت جمال کی دولت میسر ہوتی ہے، بالجملہ ان کے دیکھنے کی اللہ تعالیٰ جس آنکھ کو قوت دیتا ہے وہی آنکھ ان کو دیکھتی ہے ہر کس وناکس کو یہ رویت حاصل نہیں ہوتی۔ تو یہ مجیب عدم تشریف آوری کے دعوی میں خود کاذب ومفتری قرار پایا اور وہ اپنی اس حدیث من کذب علی متعمدا کو پڑھ کر خود اپنے او پردم کرلے اور حرام کا مرتکب خود اپنے آپ کو قرار دے۔ پھر مجیب کا یہ قول

(نیز اس سے یہ لازم آتا ہے، کہ اگر ایک وقت کئی جگہ محفلیں منعقد ہوں تو آیا سب جگہ تشریف لے جائیں گے یا کہیں کہیں۔ یہ ترجیح بلا مرجح ہے کہ کہیں جائیں کہیں نہ جائیں اگر سب جگہ جائیں تو وجود واحد ہے ہزاروں جگہ کس طرح جا سکتے ہیں یہ تو خدا تعالیٰ کی شان ہے)

انتہائی جہالت پر مبنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب مجیب کو عدم تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل شرعی نہ مل سکی تو اپنے معتقدین کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے یہ عقلی استحالہ پیش کرتا ہے کہ ایک وقت میں کئی محفلیں منعقد ہوتی ہیں تو تشریف آوری کے دو پہلو ہیں، ایک یہ ہے کہ حضور کہیں جائیں اور کہیں نہ جائیں تو اس میں ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے۔ مجیب اس پہلو کے بطلان پر کوئی آیت وحدیث تو پیش نہ کر سکا اور نہ ہی سلف وخلف کا کوئی قول نقل کر سکا تو اپنی مجبوری اور بے مائیگی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے کہ یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ مجیب پہلے تو یہ بتائے کہ ترجیح بلا مرجح دلائل شرع سے کس دلیل کے تحت میں داخل ہے۔ اور اس سے کس شی کی کراہت ثابت ہوتی ہے، آیا حرمت یا کفر ثابت ہوتا ہے یا شرک؟ اور مرجح کی کیا تعریف ہے؟ اور مرجح کا دلائل شرع سے ہونا ضروری ہے یا صرف عقلیات سے ہونا کافی ہے؟۔ پھر

یہ مرجح افادہ اباحت کا کرے گا یا استحباب ووجوب کا؟۔ علاوہ بریں کہیں تشریف فرما ہونے پر جب مرجح موجود ہو تو ترجیح بلا مرجح کس طرح لازم آئے گی؟۔ دیکھو درود شریف سب اہل اسلام پڑھتے ہیں عربی بھی اور عجمی بھی۔ اہل محبت بھی غیر اہل محبت بھی۔ قریب والے بھی اور بعید والے بھی۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل محبت کے درود کو خود سنتے ہیں۔ اس حدیث شریف کو حضور سیدی محمد بن سلیمان جزولی نے اپنی مشہور کتاب دلائل الخیرات میں نقل کیا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسمع صلاۃ اھل محبتی واعرفھم وتعرض علی صلوۃ غیرہ عرضا۔

(دلائل الخیرات مصری ص ۲۳)

میں اپنے اہل محبت کے درود کو خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں اور ان کے سوا اور لوگوں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

لہذا جس طرح محبت والفت خود حضور کے سماع کے لئے مرجح ہے اسی طرح محبت وشوق۔ اخلاص ونیاز مندی حضور کے کہیں تشریف فرما ہو جانے کے لئے بھی مرجح ہو سکتی ہے۔

چنانچہ انتباہ الاذکیا میں گذرا کہ صالحین کے جنازے پر حضور کے تشریف فرما ہونے کے لئے ان کا صلاح مرجح ہے۔ اور درثمین میں گذرا کہ زاہد قاسری کے قرآن سننے کے لئے حضور کا جنگل میں تشریف فرما ہونے کے لئے اس کا زہد واخلاص مرجح۔ حضور غوث پاک کی مجلس عظمی میں تشریف فرما ہونے کے لئے بانی مجلس کی محبت یا بعض سامعین کا جذبہ شوق یا ذاکر مجلس کا اخلاص ونیاز مندی حضور کی تشرف آوری کے لئے مرجح ہو سکتی ہے، تو حضور کے کہیں تشریف فرما ہونے کے لئے جب یہ مرجح موجود ہوں تو وہاں ترجیح بلا مرجح کس طرح لازم آئے گی۔ پھر اگر اس سے بھی قطع نظر کیجیے تو خود سرکار کا کرم جس غلام کو چاہے نواز دے۔ حضور اپنی رحمت سے جس نیاز مند کے مکان میں چاہیں تشریف فرما ہو جائیں ان کے کرم ان کی نظر رحمت کے لئے کب کسی مرجح کی ضرورت ہے۔ اگر مجیب کی یہی جہالت ہے تو وہ بعض گنہگاروں کی مغفرت کا بھی قائل نہ ہوگا۔ اور مغفرت ومشیت الٰہی کے لئے بھی مرجح کی ضرورت لازم جانتا ہوگا اور مغفرت وشفاعت بعض عصاۃ کو ترجیح بلا مرجح کہہ کر انکار کرتا ہوگا۔ حقیقت یہ کہ جب کوئی غلط بات کی حمایت کرتا ہے تو اس کو اسی کی طرح ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں اور اس کو ایسی پر از جہالت گفتگو کرنی پڑتی ہے

بالجملہ یہ تو اس کے ایک پہلو کا جواب تھا۔ مجیب کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر ایک وقت میں سب جگہ جائیں اور ہر محفل میلاد میں شرکت فرمائیں تو وجود واحد ہزاروں جگہ کس

طرح جاسکتا ہے مجیب کا یہ پہلو بھی بہت زیادہ جہالت پر مبنی ہے۔ کیا مجیب نے یہ نہ دیکھا کہ آفتاب کا وجود واحد ہی تو ہے مگر ہزار ہا مقامات پر نظر آتا ہے ۔ اسی طرح شیطان کا وجود ایک ہے لیکن ہزاروں جگہ موجود ہوکر بہکاتا ہے بلکہ ان سب سے زیادہ روشن حضرت ملک الموت کا وجود ہے جو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کڑوروں جگہ موجود ہوکر قبض روح کرتے ہیں ۔ لہذا جب بیک وقت ان کے وجود واحد کا ہزاروں جگہوں میں موجود ہونا مجیب کو تسلیم ہے تو وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیک وقت ہزاروں محفلوں میں موجود ہو جانے کا کس طرح انکار کرسکتا ہے۔ تو مجیب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیک وقت ہزاروں محفلوں میں تشریف لانا تسلیم کرلے تو فبہا ورنہ صاف الفاظ میں اقرار کرے کہ مجھے مہر و ماہ اور حضرت ملک الموت اور شیطان لعین کا بیک وقت ہزاروں جگہوں میں ہونا تو تسلیم ہے لیکن عداوت تو حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے کہ ان کا ایک وقت میں ہزاروں جگہوں میں تشریف لانا تسلیم نہیں جیسا کہ اس کے پیشواؤں نے صاف طور پر لکھدیا ہے دیکھو براہین قاطعہ ۔ پھر مجیب کا یہ قول (وجود واحد ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتا ہے یہ تو خدا تعالیٰ کی شان ہے) کس قدر جہالت کا مجموعہ ہے۔ کیا مجیب کے نزدیک حضرت ملک الموت وشیطان لعین میں خدا کی شان پائی جاتی ہے کہ یہ بیک وقت ہزاروں جگہ موجود ہوتے ہیں؟ ۔ تو اگر مجیب کہے کہ یہ دونوں شان خدا میں شریک ہیں تو کیا مجیب اور دیوبندی قوم کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ملک الموت اور شیطان لعین اللہ عزوجل کے شریک ہیں اور جسکا یہ عقیدہ ہو وہ مشرک ہے یا نہیں؟ اور اگر مجیب کہے کہ یہ دونوں باوجود بیک وقت ہزاروں جگہوں کے موجود ہونے کے بھی اللہ تعالیٰ کے شریک نہیں تو ہو حضور علیہ السلام کے لئے بیک وقت ہزاروں جگہ میں تشریف فرما ہونے کو کس طرح شرک قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیا اس کے نزدیک شرک کہیں پر تو شرک ہے کہیں ایمان ہے۔ بالجملہ اس کا یہ قول کثیر جہالات کا مجموعہ ہے۔ علاوہ بریں مجیب کی سب سے بڑی جہالت بلکہ اس کا کفر یہ ہے کہ اس نے جگہ اور مکان میں ہونا خدا کی شان بتایا باوجودیکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جگہ اور مکان سے منزہ وپاک ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: یکفر باثبات المکان للہ تعالی فلو قال از خدا ھیچ مکان خالی نیست یکفر ۔ (فتاوی عالمگیری قیومی ص ۲۸۱ رج ۲)

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان (جگہ) ثابت کرنے سے کافر ہو جائے گا۔ اگر کہا کہ خدا سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے تو کافر ہو جائے گا۔

اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی مکان اور جگہ کا ثابت کرنا کفر ہے۔ اور یہ مجیب تو اس کے لئے ہزاروں جگہوں کا اثبات کر رہا ہے۔ بلکہ اسکو خاص خدا کی شان ہی ثابت کرنا چاہتا ہے تو جس مفتی کو ایمان وکفر کی تمیز بھی نہ ہو اس سے زیادہ جاہل کون ہے۔ لہذا ایسا مفتی جو کفر کو ایمان بتائے اور ایمان کو کفر ٹھرائے، یا جائز کو ناجائز کہے، یا مستحب وسنت کو حرام وبدعت قرار دے اس کے فتوے کا کیا اعتبار۔ اس کی کسی بات کا کیا قرار۔ لیکن حیرت تو دیوبندی قوم اور ان کے مدعیان علم پر ہے جنہوں نے اس جاہل مفتی کو اپنا سب سے بڑا مفتی قرار دیا اور اپنے سب سے بڑے دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء میں صدر مفتی بنایا۔ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس قول کی جہالتوں کا ذکر کردیا جائے۔

(۱) ترجیح بلا مرجح سے ہر چیز کو ناجائز وحرام بتانا۔

(۲) باوجود مرجح کے اس کو ترجیح بلا مرجح کہنا۔

(۳) چاند کے وجود واحد کو ہزاروں جگہ مان کر اس میں شان خداوندی ماننا۔

(۴) آفتاب واحد کو ہزاروں جگہ تسلیم کرکے اس میں خدا کی شان ماننا۔

(۵) حضرت ملک الموت کو ہزاروں جگہ مان کر ان کو خدا کا شریک ٹھہرانا۔

(۶) شیطان لعین کو ہزاروں جگہ مان کر اس کو خدا کا شریک قرار دینا۔

(۷) خدا کی شان کو نہ جاننا۔

(۸) خدا کے لئے مکان اور جگہ ثابت کرنا۔

(۹) خدا کے لئے نہ فقط ایک جگہ بلکہ ہزاروں جگہ ماننا۔

(۱۰) کفر کو ایمان جاننا۔

(۱۱) شرک کے معنی کو نہ سمجھنا۔

(۱۲) شرک کو کہیں شرک کہنا اور کہیں اس کو روا رکھنا۔

الحاصل جس مفتی کے ایک قول میں اس قدر جہالات ہوں اس کے فتوے کو وہی مانے گا جس کو جہالت سے لگاؤ ہوگا۔ لہذا اس مجیب کے جب ہر دو پہلو غلط اور باطل ٹھرے تو ان کا نتیجہ کیوں کر نہ غلط ٹھرے گا۔ اس کے بعد مجیب فتاوی حدیثیہ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔

ونظیر ذلک فعل کثیر عند ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووضع امتہ لہ من القیام وھو ایضا بدعۃ لم یرد فیہ شیء علی ان الناس انما یفعلون ذلک تعظیما لہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فالعوام معذورون لذلک بخلاف الخواص۔

(فتاوی حدیثیہ ص ۱۰۱)

مجیب نے اس عبارت کو اپنے مسلک کی دلیل بنا کر بڑے زور سے پیش کیا ہے، لیکن اس کے سمجھنے کے لئے علم درکار تھا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اس عبارت میں قیام میلاد شریف کو کہیں بدعت سیئہ نہیں قرار دیا گیا۔

اقول: اولا۔ مجیب اس عبارت میں لفظ بدعۃ کو دیکھ کر از حد مسرور ہو گیا کہ علامہ ابن حجر نے قیام میلاد شریف کو بدعت کہہ دیا جیسا کہ دیوبندی قوم کا مسلک ہے۔ لیکن مجیب پہلے محاورات کتب دینیہ سے واقف ہولے پھر اقوال علماء سے استدلال کرے کہ علماء کرام بدعت کہہ کر بدعت حسنہ بھی مراد لیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی مسئلہ قیام میلاد ہی میں سنیئے۔ اسی فتوے میں علامہ حلبی کی سیرت سے عبارت نقل ہوئی جس میں یہ الفاظ ہیں۔

جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لہا ای لکن ھی بدعۃ حسنۃ۔ (سیرۃ حلبی مصری ص ۹۹/ ج ۱)

بہت لوگوں کی عادت جاری ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ولادت سنتے ہیں تو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں لیکن یہ بدعت حسنہ ہے۔

اس عبارت میں قیام میلاد کے بدعت ہونے کی مراد ظاہر فرمادی گئی کہ اس بدعت سے مراد بدعت حسنہ ہے۔ لہذا یہی مراد علامہ ابن حجر کی ہے کہ وہ قیام کو بدعت کہہ کر بدعت حسنہ مراد لیتے ہیں کہ اس کی تصریح خود علامہ ہی کے قول سے پیش کی جائے گی۔

ثانیا: علامہ نے بدعت کی صفت نہ تو سیئہ ذکر کی نہ محرمہ بیان کی نہ مکروہہ تحریر فرمائی۔ بلکہ اس کی صفت "لم یرد فیہ شئ" لکھی تاکہ ہر ناواقف بھی یہ سمجھ لے کہ اس بدعت سے مراد بدعت سیئہ یا محرمہ یا مکروہہ نہیں بلکہ مطلق بدعت ہے جو غیر مروی ہوتی ہے اور یہ بات بدعت حسنہ کو بھی شامل ہے کہ وہ بھی صراحۃ مروی نہیں ہوتی۔ تو علامہ کی بدعت سے مراد بدعت سیئہ یا مکروہہ و محرمہ ہرگز نہیں ہے۔ تو مجیب اس عبارت سے اپنے مذہب پر استدلال نہیں کرسکتا کہ وہ قیام کو بدعت سیئہ کہتا ہے۔

ثالثا: علامہ نے ان لوگوں کے قیام کو بدعت کہا جو یہ قیام باعتقاد سنت کرتے ہیں۔ اور جو اس قیام کو بہ نیت سنت نہیں کرتے بلکہ محض بغرض تعظیم کرتے ہیں تو ان کے لئے یہ قیام علامہ کے نزدیک بھی بدعت نہیں بلکہ مستحب ہے۔ جس کی تصریح ابھی تحریر کی جائے گی۔

رابعا: علامہ نے یہ قیام عوام کے لئے تو جائز و مباح قرار دیا اور خواص کے لئے احوط یہ ٹھہرایا کہ وہ اس قیام کو نہ کریں کہ اس میں مظنہ اور ایہام ہے تو عوام کے لئے قیام کا جواز خود اسی عبارت سے ثابت ہوگیا۔

خامسا: یہ عوام و خواص کا فرق اس صورت میں تھا کہ اس قیام کی بنا مخفی تھی اور اس میں ایہام اعتقاد سنیت تھا۔ اور جب ہر خاص و عام پر یہ ظاہر ہوگیا کہ یہ قیام بوقت ذکر ولادت محض سرور و تعظیم ہی کے لئے کیا جاتا ہے تو یہ قیام اب عوام و خواص سب کے لئے مستحب ثابت ہوگیا کہ اب کوئی ایہام و مظنہ باقی نہ رہا۔

سادسا: مجیب اگر ان علامہ ابن حجر مکی اور ان کی فتاوی حدیثیہ کو مانتا ہے تو اسی فتاوی حدیثیہ کی عبارت جو ہم نے پیش کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ تو میلاد شریف کو سنت کہتے ہیں۔ تو کیا مجیب بھی اس کے لئے تیار ہے۔ اگر ہے تو تسلیم کرے ورنہ اس کو علامہ کے کلام سے استدلال کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

سابعا: یہی علامہ ابن حجر اپنے مولد کبیر میں فرماتے ہیں:

فیقال نظیر ذلک فی القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وایضا قال اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اھل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی ضلالۃ۔

(الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم ص ۱۴۳)

کہا گیا کہ اس کی نظیر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا ہے۔ نیز قیام مذکور کے استحسان پر امت محمدیہ اہلسنت و جماعت نے اجماع کرلیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

مسلمانو! ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ یہ وہی علامہ ابن حجر ہیں جن کو مجیب یہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ منکر قیام ہیں اور فتاوی حدیثیہ میں قیام کو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔ لیکن اس عبارت سے یہ واضح ہوگیا کہ

علامہ ابن حجر قیام میلاد کو مستحب و مستحسن کہتے ہیں اور اس کے استحسان پر اجماع امت نقل فرماتے ہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ علامہ فتاوے حدیثیہ میں اسی قیام کو بدعت سیئہ کہیں۔ لہذا یہ اب آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ فتاوی حدیثیہ کی عبارت میں بدعت سے مراد بدعت حسنہ ہے۔ اور بدعت حسنہ کو مجیب کے پیشوا گنگوہی صاحب فتاوی رشیدیہ جلد اول ص ۱۰۱ پر فرماتے ہیں:

جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں وہ سنت ہی ہے۔

تو قیام میلاد کا گویا سنت ہونا ثابت ہوا۔ بالجملہ فتاوی حدیثیہ میں نہ قیام کو بدعت سیئہ کہا نہ یہ عبارت ہمارے مسلک کے خلاف ہے۔ مجیب اب اپنا حال بیان کرے کہ اگر اس کے نزدیک علامہ ابن حجر معتمد و مستند ہیں تو صاف لفظوں میں اقرار کرے کہ میرے نزدیک بھی ذکر میلاد شریف سنت ہے اور اس میں قیام کرنا مستحب و مستحسن ہے اور جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ گمراہ و بے دین ہے۔ ورنہ یہ اعتراف کرے کہ علامہ مذکور کو گمراہ و بدعتی کہتے ہیں۔ مجیب کا فتاوی حدیثیہ کا حوالہ دیدینا تو بہت آسان تھا لیکن یہ کیا خبر تھی کہ اس فریب کا پردہ فاش ہو جائے گا۔ اور یہ خود اپنے ہی گلے میں آجائے گا۔ پھر یہ مجیب اس فتوے کو ان الفاظ پر ختم کرتا ہے۔

بہر حال قیام بدعت ہے اور جو لوگ اہتمام سے کرتے تھے غلط کرتے تھے قیام ترک کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مجیب کا یہ حکم بالکل غلط اور باطل ہے کہ بکثرت عبارات سے ثابت کر دیا گیا کہ مستحب و مستحسن ہے اور یہ سات صدی کا عمل مسلمین ہے اور ہر قرن و ہر زمانہ میں علماء کرام و مفتیان عظام و مشائخ ذوی الاحترام اس کو باہتمام کرتے رہے۔ تو بلحاظ "ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن"۔ کے اس کو کرنا چاہیے۔ مجیب کا یہ فتوی غلط۔ قرآن و حدیث کے حکم سے غلط۔ اجماع مسلمین کے اعتبار سے غلط۔ استحسان و قیاس کے لحاظ سے غلط۔ خلف و سلف کی تحقیقات سے غلط۔ عمل مسلمین کی رو سے غلط۔ اصول عقلی کے اعتبار سے غلط۔ اور کیونکر نہ غلط ہو کہ خود مفتی غلط۔ اس کا مذہب غلط۔ اس کی فہم غلط۔ اس کی تعلیم غلط۔ اس کی سعی غلط اور اس کی ساری دیوبندی قوم غلط۔ ہم نے اس مختصر میں ہر چیز کو صراحۃ یا اشارۃ یا کنایۃ ثابت کر دیا ہے۔ اگر مجیب یعنی صدر مفتی دار العلوم دیوبند یا اس کی ساری دیوبندی قوم میں ہمت و جرات ہو تو میرے اس مختصر رسالہ کا رد کرے اور ہر ہر دلیل و عبارت کا جوب دے تو پھر ان کے سارے علمی دعووں کو خاک میں ملا دیا جائے گا۔ لیکن ہمیں قوی امید ہے کہ ان سے تا قیامت جواب ممکن نہ ہوگا۔

وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔ چونکہ یہ ردایک رسالہ ہو گیا اس لئے اس کا نام تاریخی "عطر الکلام فی استحسان المولد و القیام" رکھ دیا گیا۔

المعتصم بذیل سید کل نبی و مرسل۔

العبد محمد اجمل غفرلہ اللہ عزوجل المفتی فی بلدۃ سنبھل ۱۳/ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ

کتبہ: المعتصم بذیل سید کل نبی ومرسل، الفقیر الی اللہ عزوجل،

العبد محمد اجمل غفرلہ الاول، ناظم المدرسۃ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل

مسئلہ (۸۷۳)

زید کہتا ہے کہ قیام بروقت ذکر ولادت باسعادت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم بدعت اور ناجائز ہے۔ دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ اس وقت محفل میں حضور تشریف لاتے ہیں یا تعظیم ذکر ولادت مراد ہے۔ بصورت اول ثبوت طلب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر آپ یہ کہیں کہ حضور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ تشریف تو وہ لائے جو موجود نہ ہو۔ تو سوال یہ ہے کہ تمام ذکر ہی بصورت قیام کیوں نہ کیا۔ کیونکہ تعظیم ذات افضل ہے تعظیم ذکر سے۔ بصورت ثانی کل ذکر ہی بصورت قیام کیوں نہیں کیا جاتا۔ خاص اس وقت جب کہ۔ فظھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یا اسی کے مرادف الفاظ بیان کئے جائیں قیام کیا ضروری۔ دیگر یہ کہ ذکر اللہ تعالی افضل ہے یا ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ یہ امر مسلم ہے کہ ذکر اللہ تعالی افضل ہے۔ لیکن بروقت بسم اللہ خوانی و ذکر الہی قیام اتنا ضروری نہیں سمجھتے۔ نہ قیام کرتے ہیں۔ لیکن بروقت ذکر ولادت باسعادت قیام ضرور کیا جاتا ہے۔

المستفتی نیازمند قمر الزماں خاں شیروانی سنی حنفی چشتی از دادوں ضلع علی گڑھ۔

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ذکر ولادت باسعادت پر قیام بغرض تعظیم کرنا مستحسن و مستحب ہے۔ اس کو ممنوع و حرام ٹھہرانا بلکہ شرک قرار دینا گویا قرآن و احادیث پر افتراء کرنا۔ قواعد شرع کی مخالفت کرنا، تصریحات اکابر علماء کرام سے انکار کرنا ہے۔ بلکہ بلاد اسلامیہ کے صدہا سال کے معمول کو بدعت و ضلالت کہنا اور ہزار ہا علماء و اولیائے عظام کو گمرہ و بدمذہب و مشرک بتانا ہے۔ اور سارے اہل اسلام عوام و خواص کو بدعتی و

بد دین بنانا ہے۔

مخالف ایسا دلیر ہے کہ ایک مباح الاصل چیز کو بلا دلیل حرام و شرک ٹھیراتا ہے اور پھر اس پر مزید یہ جرأت کہ دلیل کا مطالبہ قائلین اباحت اصلیہ سے کرتا ہے۔ باوجودیکہ خود وہ قیام کی حرمت کا مدعی ہے ۔دلیل کا پیش کرنا مخالف کا ذمہ ہے۔ اقامۃ القیامہ میں عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی کا قول نقل فرماتے ہیں:

لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالی باثبات الحرمۃ والکراھۃ الذین لابد لھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل۔ (اقامۃ ص ۳۳)

یہ کچھ احتیاط نہیں کہ کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ کر خدا پر افتراء کرو کہ حرمت و کراہت کے لئے تو دلیل درکار ہے۔ بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانی جائے کہ اصل وہی ہے۔

یہ مضمون بکثرت اکابر ائمہ سلف وخلف کی تصریحات سے ثابت ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ مجوزین قیام میلاد شریف کو کسی دلیل کے پیش کرنے کی حاجت نہیں کہ یہ مستدلین اباحت اصلیہ ہیں اور دلیل منکرین قیام کو پیش کرنی چاہیے کہ وہ قیام کی حرمت بلکہ شرک کے قائل ہیں۔

لہذا اگر مخالفین میں حیاء و شرم ہے تو تمام مجتمع ہو کر کسی صریح آیت وحدیث یا متقدمین ومتاخرین میں سے کسی کی صاف تصریح سے قیام میلاد شریف کا حرام وشرک ہونا ثابت کریں۔ مگر انشاء اللہ تعالی قیامت تک ہمیشہ ہمیشہ عاجز وقاصر رہیں گے، ممانعت پر کسی دلیل کا نہ ہونا ہی اس کے جواز کی کافی دلیل ہے۔ مجوزین قیام کو اگرچہ کسی دلیل کے پیش کرنے کی حاجت نہیں مگر مخالفین کی دشمن دوزی اور موافقین کے اطمینان خاطر کے لئے چند دلائل نقل کئے جاتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

تعزروہ وتوقروہ۔ (سورۂ فتح ع ۱ ر ج ۲۶)

اے لوگو تم رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں ان کلمات کی تفسیر نقل فرماتے ہیں:

یبالغون فی تعظیمہ ویؤقروہ ای یعظمونہ۔ (شرح شفا مصری ص ۱۴۴ ر ج ۱)

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم میں خوب مبالغہ کریں اور ان کی توقیر کریں۔

اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے ظاہر ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں خوب مبالغہ کیا جائے اور طرق تعظیم سے کسی خاص طریقے کے لئے علیحدہ ثبوت درکار نہیں بلکہ جس

طریقہ سے بھی ان کی تعظیم کی جائے وہ اسی آیت کریمہ کے تحت میں داخل ہے۔ البتہ اگر کسی خاص طریقہ تعظیم کی ممانعت شریعت سے بالتخصیص ثابت ہو تو وہ بے شک ناجائز ہوگا جیسے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سجدہ کرنا۔ قیام بھی طرق تعظیم سے ایک طریقہ ہے۔ فقہاء کرام قیام تعظیمی کو یہاں تک جائز رکھتے ہیں کہ فقہ کی مشہور کتاب طحطاوی میں ہے۔

قیام قاری القرآن للقادم تعظیم لا یکرہ اذا کان ممن یستحق التعظیم۔

(طحطاوی مصری ص ۱۸۶)

آنے والے کے لئے قاری قرآن کا تعظیما قیام کرنا مکروہ نہیں جب وہ آنے والا ان لوگوں میں ہو جو تعظیم کے مستحق ہیں۔

خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قیام تعظیمی کی تعلیم دی۔ بخاری شریف ومسلم شریف کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو طلب فرمایا وہ تشریف لا رہے تھے؛

فلما دنا من المسجد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم۔

(مشکوۃ شریف ص ۴۰۳ ف مطبع اصح المطابع)

جب حضرت سعد مسجد شریف سے قریب ہوئے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے لئے قیام کرو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے قیام فرماتے تھے۔ بیہقی شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجلس معنا فی المسجد یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ۔ (مشکوۃ شریف ص ۴۰۳ مطبع المطابع)

حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مسجد شریف میں ہمارے ساتھ جلوس فرماتے اور گفتگو کرتے اور جب حضور کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جایا کرتے اور ہم یہاں تک کھڑے رہتے کہ حضور کو ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر میں داخل ہوتا ہوا دیکھ لیتے۔

بلکہ خود سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالی عنہما کے لئے قیام فرماتے

تھے۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اوصاف ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

كانت اذا دخلت عليه قام اليها فاخذ بيدها فقبلها واجلسها فى مجلسه وكان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذت بيده فقبلته واجلسته فى مجلسها۔

(مشکوۃ شریف ص ۴۰۳ مطبع اصح المطابع)

حضرت فاطمہ جب حضور کے پاس حاضر ہوتیں تو حضور ان کے لئے قیام فرماتے اور ان کی دست بوسی کرتے اور ان کو اپنی جگہ بٹھاتے اور حضور جب ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ حضور کے لئے قیام فرماتیں اور حضور کی دست بوسی کرتیں اور حضور کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

ان احادیث سے یہ امر نہایت واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ مستحقین تعظیم کے لئے قیام کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ ہے۔ بلکہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قولی وفعلی سنت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات پاک کی تعظیم وتوقیر کے لئے صحابہ کرام نے قیام فرمایا تو قیام من جملہ طرق تعظیم کے حضور کی تعظیم وتوقیر کا ایک بہتر طریقہ ہوا۔ لہذا یہ قیام اس آیت کریمہ کے عموم کے تحت میں داخل ہو گیا۔ اب باقی رہا قیام بروقت ذکر ولادت شریف کا حکم لہذا یہ قیام تعظیم ذکر ولادت کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور بتصریحات ائمہ کرام حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ذکر پاک کی تعظیم مثل ذات اقدس کی تعظیم وتوقیر کے ہے اور طرق تعظیم وتوقیر ذات پاک سے ایک بہتر طریقہ قیام بھی ہے جس کا ثبوت ابھی آیت کریمہ "تعزروہ وتوقروہ" اور احادیث منقولہ سے نہایت صاف طور پر ظاہر ہو چکا۔ لہذا ذکر ولادت باسعادت پر قیام کرنا بھی اسی آیت کریمہ اور احادیث سے مستفاد ہوا۔ اب باقی رہا سائل کا یہ سوال کہ کل ذکر ہی بصورت قیام کیوں نہیں کیا جاتا خاص ذکر ولادت پر کیوں قیام کیا جاتا ہے تو اسکا۔

پہلا جواب۔ یہ ہے کہ قیام وقت قدوم کیا جاتا ہے جیسا کہ ابھی احادیث میں مذکور ہوا اور ذکر ولادت حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو قیام کا ذکر ولادت پر کیا جانا زیادہ مناسب ہوا۔

دوسرا جواب۔ یہ ہے کہ علماء کرام واولیائے عظام کا خاص ذکر ولادت پر قیام کرنا صدیوں سے معمول ہے۔ لہذا یہی مستحب ومستحسن قرار پایا۔ یہ حدیث شریف اس کی کافی دلیل ہے۔

ماراه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ۔

(حاشیہ مشکوۃ شریف ص ۲۷ و کنوز الحقائق مصری ص ۱۵۷ ج ۲)

مسلمان جس چیز کو اچھا جانیں تو وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

تیسرا جواب: یہ ہے کہ کسی سرور دینی پر قیام کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

جیسا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک مسئلہ سننے کے لئے قیام فرمایا۔

قلت توفى الله تعالى نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم قبل ان نسئله عن نجاة هذا الامر قال ابو بكر قد سئلته عن ذلك فقمت اليه۔ (مشکوۃ شریف ص ۱۶ مطبع اصح المطابع)

حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں میں نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کیا اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو وفات دی اور ہم اس امر کی نجات آپ سے دریافت نہ کر سکے۔ حضرت صدیق اکبر نے فرمایا میں نے حضور سے دریافت کر لیا ہے۔ اس کے سننے کے شوق میں حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں۔ میں کھڑا ہو گیا۔

جب کسی محبوب ذکر اور دینی سرور کے لئے اجلہ صحابہ کرام سے قیام ثابت ہوا تو مسلمان کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ذکر سے زیادہ اور کیا مسرت وفرحت کا ذکر ہو سکتا ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام دینی سرور اور احکام الہی کے حصول کا باعث وسبب ہے۔

چوتھا جواب۔ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنا ذکر ولادت قیام کے ساتھ فرمایا تو ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا حضور کا اتباع ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے ۔

انه جاء الى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فكانه سمع شيئا فقام النبى صلى الله تعالى عليه وسلم على المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله۔ قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلنى فى خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلنى فى خيرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلنى فى خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيوتا فجعلنى فى خيرهم بيتا فانا خيرهم نفسا وخيرهم بيتا ۔

(مشکوۃ شریف ص ۵۱۳ ج ۲ مطبع اصح المطابع)

حضرت عباس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں غضبناک ہو کر حاضر ہوئے کہ وہ حضور کے حسب و نسب میں کچھ طعن سن چکے تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: میں کون ہوں؟۔ صحابہ نے عرض کی: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھ کو ان کے بہتر میں پیدا کیا۔ پھر ان کے دو فرقے کئے اور مجھ کو ان کے بہتر فرقے میں کیا۔ پھر اس کے قبیلے بنائے تو مجھ کو ان کے بہتر قبیلہ میں پیدا کیا۔ پھر ان میں خاندان کئے اور مجھ کو ان کے بہتر خاندان میں پیدا کیا۔ تو میں ان کے بہتر نفوس اور بہتر خاندان میں سے ہوں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خاص ذکر ولادت شریف کے وقت ہم ان وجوہ کی بنیاد پر قیام کرتے ہیں تا کہ ہم حضور سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عالم میں قدوم میمنت لزوم کے ذکر پاک پر بکمال احترام قیام کر کے "تعزروہ و توقروہ" کی تعمیل حکم کریں۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ولادت مبارکہ کا بیان قیام کر کے فرمایا ہے۔ تو ہم بھی اسی ہیئت کے ساتھ ذکر کریں اور اظہار سرور کے لئے قیام کرنا سنت صحابہ ہے تو ہم بھی اظہار سرور ذکر ولادت پر ان کی اتباع قیام میں کریں۔ اور ہزار ہا بلاد اسلامیہ کے خواص و عوام اور کئی صدی کے علماء کرام اور اولیائے عظام کے معمول اور طریق حسن کی پیروی کریں۔ یہ امور قیام کے خصوص وقت کے مؤید ہیں اور اسی بنا پر کل ذکر کو بصورت قیام نہیں کیا جاتا۔

اب باقی رہا زید کا یہ قول کہ

ذکر اللہ تعالیٰ افضل ہے یا ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ امر مسلم ہے کہ ذکر اللہ تعالیٰ افضل ہے۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ زید ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے عقیدہ میں ذکر اللہ تعالیٰ سے جدا جانتا ہے ذکر رسول کو ذکر اللہ کا مقابل سمجھتا ہے اسی بنا پر وہ ان میں افضل و مفضول کا تفرقہ کرتا ہے باوجودیکہ ذکر رسول ذکر اللہ سے جدا نہیں۔ یہ کور باطن ذرا گوش ہوش کھول کر سنے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفعت کا ذکر بیان فرماتا ہے۔

ورفعنا لك ذكرك (پارہ عم ع۹)

اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا

علامہ علی قاری شرح شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی مراد بیان فرماتے ہیں۔

المراد برفع ذكره انه جعل ذكره ذكره كما جعل طاعته طاعته

(شرح شفا مصری ص ۴۴ ج ۱)

حضور کے ذکر کے بلند کرنے کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے ذکر کو اپنا ذکر بنا لیا۔ جیسے حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت بنالیا۔

ابن حبان و مسند ابو یعلی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

ان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال اتاني جبرئيل عليه الصلاة والسلام فقال ان ربي و ربك يقول: تدري كيف رفعت ذكرك قلت الله اعلم قال اذا ذكرت ذكرت معي۔

(شرح شفا مصری ص ۴۵ / ج ۱)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل امین آئے اور انہوں نے کہا کہ بے شک میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ نے جانا کہ میں نے آپ کا ذکر کیسا بلند کیا؟ میں نے کہا اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے سا[تھ] تمہارا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عطا کا قول نقل فرمایا۔ جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك ذكرني۔ (شرح شفا مصری ص ۴۶ ج ۱)

میں نے تمہیں اپنے اذکار سے ایک ذکر بنا دیا ہے۔ جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

ان تصریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر اللہ سے جدا نہیں۔ ذکر رسول کی تعظیم ذکر اللہ کی تعظیم ہے۔ لہٰذا جس جگہ ذکر رسول کے لئے قیام کیا گویا ذکر اللہ کے لئے قیام کیا اور ذکر ولادت پر جو قیام کیا جاتا ہے یہی ذکر اللہ کا قیام ہوا کہ ذکر رسول ذکر اللہ سے جدا نہیں، ابھی صریح آیت و حدیث میں یہ مضمون گذرا۔ وہابی ان دونوں ذکروں کو مقابل بنا کر عوام کو فریب دیتا ہے۔

اب باقی رہی زید کی پہلی شق کہ قیام بروقت ذکر ولادت اس لئے ہے کہ اس وقت محفل میں حضور تشریف لاتے ہیں۔ یہ زید کا اہلسنت پر افترا و بہتان ہے۔ عام لوگ بھی اس خیال سے قیام نہیں کر

تے بلکہ قیام ذکر پاک کے لئے کیا جاتا ہے جس کا بیان مفصل مذکو رہوا۔اس مختصر تحقیق سے قیام میلاد کا استحباب واستحسان آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ظاہر ہو گیا اور مسائل کی ہر ہر شق کا کافی جواب ہو گیا منصف کے لئے یہی مختصر جواب بہت کافی ہے۔

ایک ضروری بات یہاں اور قابل لحاظ ہے کہ وہابیہ اول تو مجالس میلاد میں شرکت ہی نہیں کرتے اور اگر کسی مجبوری سے شریک ہوتے ہیں تو قیام کے بعد مجلس میں شامل ہوں گے۔اور اگر قیام سے پہلے شریک ہو گئے ہیں تو کمزور عقیدہ کا وہابی جبرا قہرا قیام کر لیتا ہے اور جو وہابی سیاہ قلب اور سخت بے حیا ہوتا ہے وہ آداب مجلس کیخلاف بیٹھا رہتا ہے اور اپنے اس شرمناک فعل کو کتاب وسنت کا اتباع ظاہر کرتا ہے۔

لہذا میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ وہابی کا یہ ناپاک فعل یعنی بروقت قیام اہل مجلس کی مخالفت کرنا اور ذاکر کے امر بالقیام پر تمرد اور سرکشی دکھانا کہ مجلس ہی میں بیٹھا رہنا کتاب اللہ کی مخالفت ہے۔

یاایھا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجلس فافسحوا یفسح اللہ لکم و اذا قیل انشزوا فانشزوا۔

(سورۂ مجادلہ ع ۲ پ ۲۸)

اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو۔

امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں اور علامہ محی السنۃ علاء الدین علی تفسیر خازن میں اسی آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں:

قال مجاھد واکثر المفسرین معناہ اذا قیل لکم انھضوا الی الصلوۃ و الی الجھاد و الی مجالس کل خیر و حق فقوموا الیھا ولا تقصروا عنہ

(خازن مصری ص ۴۳ ج ۷)

حضرت مجاہد اور اکثر مفسرین نے فرمایا کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب تم سے نماز یا جہاد یا ہر خیر حق کی مجلسوں کے لئے کھڑا ہونے کو کہا جائے تو ان کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور اس میں قصور نہ کرو۔

آیت کریمہ اور تفسیر سے صاف معلوم ہو گیا کہ مجالس خیر کے لئے اور ہر خیر کے لئے کھڑا ہونا بامر الہی مطلوب ہے۔اور ان کیلئے کھڑے ہونے سے قاصر رہنا ممنوع ہے۔لہذا یہ ظاہر بات ہے کہ محفل میلاد شریف مجلس خیر ہے اور قیام میلاد تعظیم ذکر ہے اور تعظیم ذکر یقینا فعل خیر ہے تو قیام میلاد شریف کے لئے کھڑا ہونا اس آیت کریمہ سے ثابت اور ادب مجلس کے حکم میں داخل اور اس کو "فانشزوا

ا" کا امر شامل ہے۔اور ذاکر کے اس امر (اٹھو وقت تعظیم احمد ہے یہ) کے باوجود کھڑا نہ ہونا اس آیت کی مخالفت اور فعل خیر یعنی تعظیم ذکر سے انکار اور ادب مجلس خیر سے اعراض اور حاضرین مجلس اہل اسلام کی دل آزاری اور امر خیر سے انکار اور ادب مجلس خیر سے روگردانی کی بین دلیل ہے۔مولی تعالی ان مخالفین تعظیم ذکر اور منکرین حکم قرآنی اور متبعین طرق شیطانی کو ہدایت کی توفیق دے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

کتبہ : المعتصم بذیل سید کل نبی ومرسل، الفقیر الی اللہ عزوجل،
العبد محمد اجمل غفرلہ الاول، ناظم المدرسۃ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل

ثبوت میلاد وفاتحہ

مسئلہ (۸۷۴)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں بجواب سوال مندرجہ ذیل تعیین ماہ بغرض جلسہ میلاد شریف وتعیین یوم سوم وغیرہ بغرض ایصال ثواب موتی قولا یا فعلا رسول اللہ یا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، باسناد صحیحہ ثابت ہے یا نہیں اگر ثابت ہے تو مع حوالہ کتاب مع صفحہ کے تحریر فرمائیں اور اگر ثابت نہیں تو بدعت ہے یا نہیں؟ اگر بدعت ہے تو مرتکب بدعت کا کیا حکم ہے اور اگر بدعت نہیں تو بدعت کی شرعا کیا تعریف ہے؟۔مقصود سائل جواب مختصر ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وہابی کے میلاد شریف فاتحہ وسوم عرس وگیارہویں شریف وغیرہ امور مستحبہ کے انکار میں جس قدر کوششیں کیں ہیں اتنی کسی حرام ومکروہ بلکہ کسی شعار کفریہ کے لئے بھی نہیں کیں لیکن ان کی انتہائی کوششیں ان امور کے استحباب کو نہ مٹا سکیں اور ان کو ناجائز وحرام نہ ثابت کر سکیں۔ہمیشہ اہلسنت نے ان کی فریب کاریوں کا پردہ فاش اور ان کے لغو اور بیہودہ کہ اعتراضات کے ایسے دندان شکن جوابات دیئے ہیں جن پر آج تک وہابیہ کو ایک حرف لکھنے کی جرات نہ ہو سکی۔چنانچہ خود میری کتاب "سبیل الرشاد لمستدعی البعداد المعروف بہ رد سیف یمانی" میں میلاد شریف فاتحہ سوم عرس گیارہویں شریف کے جواز واستحباب پر بکثرت دلائل اور منکرین کے اعتراضات کے مسکت جوابات طبع ہو چکے ہیں اور یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں موجود ہے مگر کسی وہابی نے آج تک اس کے جواب کی

ہمت نہ کی۔ میلاد شریف کی اصل یعنی واقعات پیدائش اور فضائل معجزات مسلمانوں کی مجلس میں بیان کرنا۔ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے

عن واثلة بن الاسقع قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان الله اصطفی من ولد ابراھیم اسمعیل واصطفی من ولد اسمعیل بنی کنانة واصطفی من بنی کنانة قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم

(شرح شفا مصری ص ۱۹۸ / ج ۱)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام سے اسمٰعیل علیہ السلام کو منتخب کیا اور اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے بنی کنانہ کو منتخب کیا اور بنی کنانہ سے قریش کو منتخب کیا اور قریش سے بھی ہاشم کو منتخب کیا اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا۔

ترمذی شریف میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

انه جاء الی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فکانه سمع شیئا فقام النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله قال انا محمد بن عبدالله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقة ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلة ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا فانا خیرھم نفسا وخیرھم بیتا۔

(مشکوٰۃ مطبع اصح المطابع ص ۵۱۳ ج ۲)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں غضبناک ہو کر حاضر ہوئے کہ وہ حضور کے حسب ونسب پر کچھ طعن سن کر آئے تھے حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا میں کون ہوں صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھ کو ان کے بہترین میں پیدا کیا پھر ان کے دو فرقے کئے اور مجھ کو ان کے بہتر فرقے میں پیدا کیا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھ کو ان کے بہتر قبیلے میں پیدا کیا پھر انہیں خاندان کے اور مجھ کو ان کے بہتر خاندان میں پیدا کیا تو میں ان کے بہتر نفوس میں اور بہتر خاندان سے ہوں۔

اسی طرح سوم وفاتحہ کی اصل یعنی ایصال ثواب بھی خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قول وفعل سے ثابت ہے چنانچہ طبرانی اوسط میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے سرکار رسالت میں عرض کی۔

یا رسول الله توفیت امی ولم توص ولم تتصدق فھل ینفعھا ان تصدقت عنھا قال نعم ولو بکراع شاة محرق۔ (شرح الصدور مصری ص ۱۲۹)

یارسول اللہ میری ماں وفات پاگئیں انہوں نے نہ صدقہ کی وصیت کی نہ خود صدقہ دیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں نفع دے گا؟ فرمایا: ہاں نفع دیگا اگرچہ بکری کے جلے ہوئے کھر ہی ہوں۔

انہیں طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

ما من اھل میت یموت منھم میت فیتصدقون منه بعد موته الا اھدا ھا له جبریل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر القبر فیقول: یاصاحب القبر العمیق ھذه ھدیة اھداھا الیك اھلك فاقبلہ فدخل علیه فیفرح بھا ولیستبشر ویحزن جیرانه الذین لا یھدی الیھم شیء۔ (شرح الصدور مصری ص ۱۲۹)

اہل میت میں سے جو اپنی میت کی جانب سے اس کے مرنے کے بعد صدقہ کریں تو جبرئیل امین نور کے طبق میں وہ ہدیہ لے جاتے ہیں اور کنارہ قبر پر کھڑے ہو کے فرماتے ہیں کہ اے گہرے گڑھے والے یہ ہدیہ ہے جسے تیرے اہل نے تیری طرف بھیجا ہے تو اسے قبول کر تو وہ اس پر داخل ہوتا ہے پس وہ اس کی وجہ سے خوش ہوتا ہے اور بشارت حاصل کرتا ہے اور اس کے وہ پڑوسی جن کی طرف کوئی چیز نہیں بھیجی گئی رنجیدہ ہوتے ہیں۔

اب باقی رہی میلاد شریف وسوم وفاتحہ کی قیودات وتخصیصات وتعینات واہتمامات وہ اسی طرح ہیں جس طرح مدرسہ کی اصل یعنی تعلیم کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل سے ثابت ہے اور مدرسہ کے تعینات وتخصیصات قیودات واہتمامات یعنی تعلیم کے لئے مخصوص کتابیں مقرر کرنا، فلسفہ ومنطق اور علم معانی وغیرہ کا داخل درس کرنا، درجہ بندیاں کرنا، ہر درجہ کے لئے مستقل استاذ مقرر کرنا، کتاب کے لئے گھنٹے مقرر کرنا، جمعہ وعیدین ورمضان المبارک کے ایام کو تعطیل کے لئے مقرر کرنا، ماہ شعبان کو امتحان

کے لئے مقرر کرنا، خاص نصاب تعلیم ختم ہونے پر سند دینا، دستار بندی کرنا، اور تقسیم اسناد و دستار بندی کے لئے جلسہ کی تاریخ مقرر کرنا، اشتہار چھاپنا، بذریعہ خطوط تداعی کرنا، مخصوص علماء کو بلانا، بلائے ہوئے علماء کو سفر خرچ دینا، جلسوں کے لئے پروگرام متعین کرنا، بہت سے ہاتھوں سے طلبہ کے سروں پر دستار باندھنا، جلسہ گاہ کو مزین کرنا، اس میں روشنی کرنا، شامیانہ لگانا، مدرسہ کے لئے مخصوص عمارت بنانا، دارالحدیث اور دارالاقامہ کے لئے علیحدہ عمارت مخصوص کرنا، دینی تعلیم پر مدرسین کو معین تنخواہیں دینا، بخاری شریف کے ختم پر مٹھائی تقسیم کرنا، یہ ساری باتیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل سے ثابت نہیں تو میلاد شریف اور سوم وغیرہ کے منکرین مدرسہ کی ان تخصیصات وقیودات، تعینات واہتمامات کی بنیاد پر کیا مدرسہ کو بدعت وگمراہی قرار دیں گے۔ اور بانیان مدرسہ پر مرتکب بدعت اور گمراہ و بے دین ہونے کے فتوے صادر کریں گے، اگر نہ تو مدرسہ کی ساری تخصیصات وتعینات۔ قیودات واہتمامات کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل سے باسناد صحیحہ ثابت کریں لیکن انشاء اللہ قیامت تک ثابت نہ کرسکیں گے تو کس منہ سے میلاد شریف کے تعینات وتخصیصات پر اعتراض کرتے ہیں اور عوام مسلمین کو مغالطہ وفریب دیتے ہیں۔

اب میں وہابیہ کے لئے خود ان کے امام الطائفہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ پیش کرتا ہوں۔

چنانچہ فتاوی رشیدیہ مطبوعہ دہلی حصہ اول صفحہ دس پر ہے :

سوال: ۲۵ صوفیائے کرام کے یہاں جو اکثر اشغال واذکار مثل رگ کیماس کا پکڑنا اور ذکر ارہ اور تحلقہ برقبور نہیں بلکہ ویسے ہی اور حبس دم وغیرہ جو قرون ثلاثہ سے ثابت نہیں بدعت ہے یا نہیں۔

الجواب: اشغال صوفیہ بطور معالجہ کے ہیں سب کی اصل نصوص سے ثابت ہے جیسا کہ اصل علاج ثابت ہے مگر شربت بنفشہ حدیث صریح سے ثابت نہیں ایسے سب اذکار کی اصل ہیئت ثابت ہے جیسا توپ بندوق کی اصل ثابت ہے اگرچہ اس وقت میں یہ تھی سو یہ بدعت نہیں ہاں ان ہیئات کو سنت ضروری خاصہ جاننا بدعت ہے اس کو ہی علماء نے بدعت لکھا ہے گنگوہی نے اس جواب میں نہایت واضح الفاظ میں لکھا کہ اشغال صوفیہ ان تخصیصات تعینات کے ساتھ قرون ثلثہ میں نہیں تھے مگر چوں کہ ان کی اصل نصوص سے ثابت ہو رہی ہے تو ان کو محض ان تخصیصات وقیودات کی بنا پر بدعت نہیں کہہ سکتے پھر گنگوہی نے شربت بنفشہ اور توپ وبندوق کی مثالیں دیکر اور ان کی اصل مان کر اور انہیں بدعت سے خارج کر کے اس قاعدے کو اور واضح کر دیا لہذا اسی طرح میلاد شریف سوم وفاتحہ وغیرہ کو باقرار گنگوہی

بدعت نہیں کہہ سکتے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

کتبہ : المعتصم بذیل سید کل نبی ومرسل، الفقیر الی اللہ عزوجل،
العبد محمد اجمل غفرلہ الاول، ناظم المدرسۃ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل